

تجلیاتِ نور

محمد حسین ساجد ہاشمی
ایم۔ اے

مکتبہ سید عیسیٰ بن مریم فیصل آباد

نام کتاب _____ "نہجت و نور"

مُرتب _____ محمد حسین ساجد الہاشمی

نظر ثانی _____ محمد یاض احمد سعیدی

حُسن تصدیق _____ قاضی غلام رسول غازی ساہی

کتابت _____ محمد عاشق حسین ہاشمی، چنیوٹ

ناشر _____ مکتبہ سعیدیہ، جامعہ قادریہ رضویہ

_____ مصطفیٰ آباد سرگودھا روڈ فیصل آباد

سن اشاعت _____ اپریل ۱۹۹۷ء

تعداد _____ ایک ہزار

قیمت _____

ملنے کے پتے

مکتبہ سعیدیہ، جامعہ قادریہ رضویہ، مصطفیٰ آباد، سرگودھا روڈ فیصل آباد

مکتبہ نوریہ رضویہ، بغدادی جامع مسجد، گلبرگ، اے فیصل آباد

نوری بک ڈپو، امین پور بازار، فیصل آباد

مکتبہ قادریہ، جامعہ نظامیہ رضویہ، اندرون لوہاری واہ لاہور

غوثیہ کتب خانہ، مغل مارکیٹ، اردو بازار، گوجرانوالہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حسن تصدیق

اللہ تبارک تعالیٰ نے حضرت انسان کو وَلَقَدْ کَوْنَا بَنی آدَمَ کا مشردہ نکریم سنا کر خلعتِ خلافت سے سرفراز فرمایا۔ ہر انسان کو مختلف خوبیاں عطا فرماتیں کلکشن انسانیت میں رنگارنگ کمالات کے پھول کھلائے۔ پھر انہیں نگہت و نزہت، لطافت و نفاست اور بوسے دل نواز سے مزین فرما کر کائنات بسط کو عطر بیز کر دیا۔ قدرت کی ان عنایتوں کا نظارہ کرنے کے لئے آنکھیں اور پھر ان آنکھوں میں قوت دید عطا فرمائی۔ یہ تو حقیقت ہی ہے کہ آنکھ مقام نور ہے اور نور آلہ دید ہے۔ یہ آلہ دید نور بصارت ہے جس کے ذریعے چیزوں کا مشاہدہ کیا جاتا ہے اور پھر صوری اور معنوی لحاظ سے اُن کی تعیین کی جاتی ہے۔

آنکھ آلہ دید، یعنی نور سے مزین ہو، پھر بھی روشنی کے بغیر اس سے استفادہ ممکن نہیں، آنکھیں دیکھتی ہیں، اندھیرے میں؟ نہیں! روشنی میں! آنکھ کے نور کو مزید روشنی، اُجالے اور نور کی ضرورت ہے۔

علامہ محمد حسین ساجد الہاشمی نے قلم کو حرکت دی، ذہنی و فکری توانائی برفٹے کار لائے، تحریر میں ادبی رنگ بھرا، عشق و محبت کی جلوہ سامانیاں کیں، حقائق کو محققانہ انداز میں پیش کیا، طریقہ عجوبہ سے آگاہ کیا۔ قرینہ اور سلیقہ، ادبِ احترام، تعظیم و تکریم کے جلو میں پروان چڑھایا۔ ع "اللہ کرے زور قلم اور زیادہ"

اسی حقیقت کو بے نقاب کیا کہ اسلام کی رعنائیوں سے متور ہونے کے لئے دین میں سے روشناس ہونے کے لئے، تعلیماتِ قرآن سے باخبر ہونے کے لئے، دستورِ حیات اور منشورِ زیست سے آگاہی کے لئے عشقِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والتہار کے نور کی ضرورت ہے۔ محبتِ رسولِ کریم علیہ التحیۃ والتہار ناگزیر ہے۔ اس سرمایہ ابدی اور دولتِ لادوال کے حصول کے لئے شاہراہِ زیست پر سیرتِ رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ضیاءِ پاشیاں ہوں۔ قلوبِ اذبان پر صورتِ رسولِ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا انعکاس یہی نورِ بصیرت ہے۔ خدا بھلا کر بے جواں سال، جواں بہت اور باعزم خوش خصال و خوش مقال، حضرت علامہ صاحبِ الباشمی کا جو کہ تحریرِ تقریر سے اس بادۂ سرمدی سے محصور ہونے کا سامان مہیا کر رہے ہیں، کئی کتابیں لکھیں، کئی مقالے تحریر کئے۔ زیرِ نظر کتاب بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ منجھے ہوئے خطیب اور مجھے ہوئے ادیب کسی میدان میں بھی سنجیدگی اور متانت کے اداس نہیں چھوڑتے۔ آقا کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذاتِ اقدس ہو یا کمالاتِ مقدسہ۔ اس ادبی عشق و محبت میں پھونک پھونک کر، پلکوں کے بل چلنا پڑتا ہے۔

فنون کے لئے، علوم کے لئے، معارف کے لئے خاصى محنت، ریاضت کی ضرورت ہے، لیکن عرفان و وجدان کے لئے فقط اُن کا کرم! مؤلف موصوف پر اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان، حضورِ آقائے نعمت، نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نگاہِ کرم ہے جو انوکھی لگن کے ساتھ انہی کی خوشنودی کے حصول کے لئے انہی کے عشق و محبت میں مستغرق رہتے ہیں۔ اللہ کرے اسی لگن میں بارگاہِ سبحن (علیہ الصلوٰۃ والسلام) میں باریاب ہوں! آمین بجاہِ طہ و یسین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم و صحبہ و بارک و سلم،

مسافر چند روزہ، غبارِ راہِ حجاز،

قاضی غلام رسول غازی سیالوی

مرکزی ناظم اعلیٰ: مجلس الدعوة الاسلامیہ، پاکستان

اہلِ ادب

انف بے ضبط سطور — اور — بے ربط فقرات
کو جمالِ ادب و احلاص کے ساتھ! —
اپنی عفتِ شعار — عصمتِ مآب — عبادت گزار
پیاری اور شفیق ہمیشہ محترمہ مرحومہ مغفورہ —
(نور اللہ تعالیٰ مرتدلا)

اور —

گلاب کے پھول سے عزیز بھائی —
محمد آصف ہاشمی مرحوم و مغفور
(اسکنہ اللہ تعالیٰ بوسط جنات)
کی خدمت میں اس التجا کے ساتھ پیش کرتا ہوں:

بَارِ الْمَہَا! کر وٹ کر وٹ جنت الفردوس عطا فرما!
اُن کے مزارات پر ہمیشہ اپنی خصوصی رحمتوں کی بارشیں نازل فرما!
آمین بجاہِ سید العالمین تاج الانبیاء والمرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام! —
احقر العباد،

محمد حسین صاحبِ الباشمی
(برٹیفورڈ)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

صبح نور

اے اہل نظر — اے اہل فکر — چشمِ تخیل سے پندرہ صدیاں پہلے
کی تاریخ کا مشاہدہ کرو — تاریکیاں ہی تاریکیاں ہیں — بہت کفر و شرک کی
گھمبیر تاریکیاں ہیں — اندھیرے ہیں ہر جہت — معصیت و ضلالت کے
اندھیرے ہیں — سیاہیاں ہیں — ہر طرف اخلاقی اور روحانی مذہبی گراوٹوں
کی سیاہیاں ہیں — تاریکیاں — یہ اندھیرے — یہ سیاہ
گھٹائیں — شباب کی حالت کو پہنچ کر شب بن گئیں — عارضِ انسانیت گرد
برذالت سے اٹ گیا — چار سو اندھیروں کے استبدادی پرچم لہانے لگے —
پھر اچانک جبلِ فاران کی سنہری چوٹیوں سے آفتابِ رسالت طلوع فرماتا ہے ،
جس کی درخشندہ تابندہ شعائیں — شبستانی دبیز پردوں کو چیر کر —
نگہتِ نور کی خیرات تقسیم کر رہی ہیں — دیکھتے ہی دیکھتے عالمِ بقعہ نور بنتا جا رہا
ہے — تاریکیاں دم دباتے بھاگ نکلی ہیں — یہ نورِ عجب شان کا مالک
ہے — اس کی کونہ حقیقت کا شکار خود شہبازِ عقل ہے — اس نورِ عظیم
کا فیض مدِ عقل و ادراک سے ماوراء ہے — اس کے تفہیم میں دانش و فلسفہ
دنگ اور راہوارِ عقل و خرد دنگ ہے —
منو منو عرشِ علا کی بلند یوں سے کس قدر ابہام و انصرام سے —
کتنے معنی خیز انداز میں — اس نورِ عظیم کے نزولِ جمال کی سبب کی انسانیت کو

نورِ مسرت دی جا رہی ہے !

» تحقیق تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے نورِ عظیم اور

کتاب میں جملہ فکری سوچیں ہیں۔ «

قَدْ جَاءَ كُفْرًا مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ (۲۱۵ المائدہ ۵)
اے فصاحتِ قرآن — اے بلاغتِ قرآن — تیری عظمتوں
پر کائناتِ صدقے — ہر ایک معانی و مفاسیم — مطالب و مقاصد کا ٹھکانہ
مارتا سمندر ہے — آؤ دیکھو — ایک ایک کلمہ عظمتِ مصطفوی کی کئی کئی
داستانیں ذکر کر رہا ہے۔

منتظر کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

خالق کائنات نے اس نویدِ مسرت کا آغاز کلمہ قد سے کیا ہے۔

منو کلمہ قد فعلِ ماضی پر داخل ہو کر معانی ثلاثہ کا مفید ہوتا ہے

(۱) توقع (۲) تفتیب (۳) تحقیق
فَ فِيهَا آدَنٌ ثَلَاثَةٌ مَعَانٍ مُجْتَمِعَةٍ - الْحَقِيقُ وَالْتَوَقُّعُ
وَالْتَقْرِيبُ - (شرح جامی، ۲ و ۳)

مثلاً کوئی شخص بادشاہ کے سوار ہونے کا منتظر ہو — اور جب بادشاہ
سوار ہو جائے، تو اُس منتظر کو کہا جائے گا قَدْ رَكِبَ الْأَمِيرُ — ارے تو
جس کے سوار ہونے کا منتظر تھا، وہ سوار ہو چکا۔

اس نویدِ مسرت کا پہلا کلمہ قَدْ اعلان کر رہا ہے کہ وجودِ مصطفوی علیہ الصلوٰۃ
و السلام کے اُس مرحلہ ولادت کی کائناتِ تہوہ بالا منتظر تھی — چرخِ کائنات مدت ہاتے
دراز سے — اسی صبحِ دل نواز کے لیے لیل و نہار کی کروٹیں بدل رہا تھا — اور
کارکنانِ قضا و قدر کی بزمِ آرائیاں — عناصر کی جدت طرائیاں —

اُبرو باد کی تہہ دستیاب — فطرت کی عشوہ طرازیں — عالم قدس کے
انفاس پاک — توحیدِ براہیم — حسنِ یوسف — صبرِ اِیوب —
گرہِ یہ یعقوب — معجزہ طرازیِ موسیٰ — جہاں نوازی عیسیٰ علیہ السلام
سب اِیڑیاں اُٹھا اُٹھا کر راہِ تک رہی تھیں کہ کب وہ مقصود کائنات
(علیہ الصلوٰۃ والسلام) عالمِ آبِ گل میں جلوہ فگن ہو کر یہ متاعِ ہائے گراں اُن کے
دربار میں پیش کی جاتے۔

کائنات کا وہ کونسا ذرہ ہے جو ولادتِ شاہِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کا منتظر نہ تھا۔ — جی ہاں! عقیدت و محبت کے سنگِ انتظار ہو رہا تھا
تب ہی تو ہر ذرہ کائنات صلوٰۃ و سلام کے گیت گا کر اس عقیدت سے لبریز
انتظار کا اظہار کر رہا تھا۔ — ولادت سے قبل یہود کا شعار تھا۔ جب
کتھار و مشرکین سے اُن کی جنگ ہوتی اور اُن کی فتح کے ظاہری امکان ختم ہو چکے
تو اس وقت توراۃ کو سامنے رکھ کر وہ مقام کھولتے جہاں حضور نبی کریم رؤف و رحیم
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی صفات اور کمالات کا ذکر ہوتا، وہاں ہاتھ رکھتے
اور ان الفاظ سے دعا کرتے۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ بِحَقِّ نَبِيِّكَ الَّذِي وَعَدْتَنَا اَنْ
تَبْعَثَهُ فِيْ اٰخِرِ الزَّمَانِ اَنْ تَنْصُرَنَا عَلٰی عَدُوِّنَا۔

یہ کہتے اور اُن کو فتح و کامرانی حاصل ہو جاتی۔ (روح المعانی - القریطی)
سُبْحَانَ اللّٰہ، سُبْحَانَ اللّٰہ! اس انتظار میں کئی کئی نسلیں گزری تھیں شہنشاہ
حمیز بن درود تبع حکماء کے ایک جہم غفیر کے ساتھ مدینہ منورہ وارد ہوا۔ حکماء
نے حساب لگا کر اُس کو آگاہ کیا کہ یہ وہ مقدس خطہ ارض ہے جس پر نبی آخر الزماں
سُورِ کون و مکیاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہجرت کے بعد قدم رنجہ فرمائیں گے

ادشاہ نے ہار ہزار حکماء کے لئے مکانات تعمیر کروائے، اُن کو خوبصورت اور
لوہے کے گھڑیوں پر مہیا فرمائیں اور وہاں آباد کر دیا اور حضور سید عالم نبی مختتم
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نام ایک مکتوب لکھا۔ جس کا مضمون محبتِ بھری
بالوں پر مشتمل تھا۔

اِلٰی مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ مِنْ عَبْدِ اللّٰہِ
خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ وَرَسُوْلِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ مِنْ بَعَثِ ابْنِ حَمِیْرٍ
وَدُرِّعَ اَمَّا بَعْدُ یَا مُحَمَّدُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ فَاِنِّیْ اَمَنْتُ
بِكَ وَبِکِتَابِكَ الَّذِیْ اُنْزَلَ عَلَیْکَ وَعَلٰی دِیْنِکَ وَسُنَّتِکَ
وَاَمَنْتُ بِرَبِّکَ وَرَبِّ کُلِّ شَیْءٍ وَمَا جَاءَ مِنْ سَرِّکَ مِنْ
شَرَائِعِ الْاِیْمَانِ وَالْاِسْلَامِ وَاَنَا قَبْلُکَ ذٰلِکَ فَاِنِ اُذِمَّتْ کُنْتُ
فِیْہَا وَنِعِمَّتْ وَاِنْ لَمْ اُذِمَّتْ کُنْتُکَ فَاشْفَعْ لِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ
فَلَا تُنْسِیْنِیْ فَاِنِّیْ مِنْ اُمَّتِکَ الْاَوَّلِیْنَ وَتَا بَعَثْتَکَ قَبْلَ مِیثَاقِکَ
قَبْلَ اَنْ یَسْأَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی اِیَّاکَ وَاَقَاعَیْ مِلَّتِکَ وَمِلَّةَ اَبِیْکَ
اَبُو اَہِیْمَ خَلِیْلِ اللّٰہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ۔

(م حضرت) محمد بن عبد اللہ خاتم النبیین، رسول رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وآلہ وسلم کی طرف تتبع درود کی طرف سے۔ اے میرے آقا، صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وآلہ وسلم! میں آپ کی ذاتِ اقدس پر، آپ پر نازل شدہ کتاب پر آپ کے دین
پر، آپ کی سنت پر ایمان لے آیا۔ آپ کے رب — ہر شے کے رب —
اور آپ کے رب کی طرف سے آنے والے شرائعِ ایمان اور اسلام پر ایمان لے آیا۔
اور میں نے ان کو قبول کیا۔ اگر مجھے آپ کا زمانہ اقدس نصیب ہو جائے، مگر نہ
قیامت کے روز مجھے اپنی شفاعت سے بہرہ ور کرنا، مجھے فراموش نہ کرنا، میں آپ

کی پہلی اُمت سے ہوں۔ آپ کی تشریف آوری سے پہلے آپ کی اتباع کرنے والوں کی اور آپ کے باپ سید ابراہیم خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ملت پر ہوں۔“

یہ خط شامول کے حوالہ کیا کہ اگر تجھے زمانہ اقدس نصیب ہو تو بارگاہِ رسالت میں پیش کر دینا۔ یہ خط نسل در نسل منتقل ہوتا رہا۔ تتبع کی وفات اور ولادت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان پورا ایک ہزار سال کا زمانہ ہے وہ انصار جن نے مصطفیٰ کو صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حمایت اور مدد کی۔

ان ہی چار ہزار حکماء کی اولاد تھی۔ جلیل القدر صحابی، میزبان مصطفیٰ محمدیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اسی شامول کی اکیسویں اولاد تھے۔ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مدینہ منورہ تشریف لانے کی خبر پہنچی۔ ابولیلی کے ہاتھ تتبع کا مکتوب استقبال کی خاطر روانہ کیا گیا۔ نگاہِ رسالت نے غیب کے پردے چیر لئے۔ فرمایا: تو ابولیلی ہے اور تیرے پاس تتبع کا خط ہے۔ ابولیلی اور طے حیرت میں گم رہ گئے۔ عرض کرنے لگے: آپ کون ہیں؟ فرمایا: میں محمد بن عبد اللہ ہوں (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) تتبع کے خط کو پڑھا۔ زبان اقدس سے تین بار ارشاد فرمایا:

خوش آمدید اے نیک بھائی!
مَوْعِدًا بِآخِ الصَّالِحِ۔
(معارج النبوة ۲/۴۳)

لفظ قَدْ تحقیق کے لئے آتا ہے۔
فَإِنَّ هَذَا الْعُرْفَ إِذَا دَخَلَ عَلَى الْمَاخِي أَوِ الْمُضَارِعِ
فَلَا بُدَّ فِيهِ مِنْ مَعْنَى التَّحْقِيقِ۔ (شرح جامی ۳۹۴)
کلام عرب میں کلام کو تاکید تحقیق تقویہ سے متصف تب کیا

ہوتا ہے، جب مخاطب منکر ہو یا مضمون کلام اتنی عظمتِ شان کا حامل ہو کہ اس کی عظمت کا ادراک عقل و قیاس کے دائرہ سے ورہا ہو۔

جی ہاں یہ بات محیر العقول ہے۔ چیز اپنی اصل سے جدا نہیں ہوتی۔ عشق و محبت انکاری ہے کہ یہ نورِ عظیم عالمِ ہالی کو چھوڑ کر عالمِ زیریں میں تشریف لے آیا۔ وہ نورانی زمانہ جہاں عروج ہی عروج تھا۔ ہمہ وقت محبوبِ حقیقی کے دیدار کی لذت حاصل تھی۔ صفاتِ باری تعالیٰ کی سیر نصیب تھی۔ نورِ الہی میں استغراق حاصل تھا۔ ہمہ وقت تجلیاتِ الہیہ کی شیرینی و حلاوت حاصل تھی۔

کیا وہ اس خطۂ ارض پر جلوہ فگن ہو گئے؟ جہاں پر راستے میں کانٹوں کی سیج بچھائی جائے گی۔ چھتوں سے غلاطت کے ڈھیر بھینکے جائیں گے۔ سجدہ کی حالت میں اونٹ کا اوجھ کمر اقدس پر رکھ دیا جائے گا۔ چوہا ہوں پر کھڑے ہو کر شاعر، سائنس اور مجنون کے خطابات و القابات دیتے جائیں گے۔ طائف کے بازاروں میں پیغامِ توحید کی پاداش میں سنگِ افشانی ہوگی۔ معاشرتی باتیکاٹ کر دیا جائے گا۔ بیت اللہ شریف کی دہلیزوں پر چوڑیوں سے مزاحمت ہوگی۔ سامعینوں پر عرصہ حیات تنگ کر دیا جائے گا۔ اُن کی ٹانگوں سے گھوڑے باندھ کر مخالف سمت بھگا دیا جائے گا جس سے جسم دو ٹکڑے ہو جائے گا۔ زنجیروں سے باندھ دیا جائے گا۔ گرم کوئلوں پر ننگے بدن لٹا دیا جائے گا۔ گے میں ریتی ڈال کر سنگریزوں پر گھسیٹا جائے گا۔ وطنِ مالوف سے ہجرت پر مجبور کر دیا جائے گا۔ بیت اللہ کی زیارت سے روک دیا جائے گا۔ قتل کے منصوبے بنائے جائیں گے۔ عزیز رشتہ دار خون کے پیاسے ہو جائیں گے۔ شمشیر و سناں لے کر میدان میں نکل آئیں گے؟

عقل نے انکار کیا۔ تجلیات الہیہ کی جلالت چھوڑ کر ان حالات کا انتخاب ناممکن ہے۔ فرمایا نہیں۔ وہ مخلوق خدا کو جہنم کی آگ سے بچانے کے لئے اور صراطِ مستقیم پر گامزن فرمانے کے لئے، تشریف لا چکا ہے۔

میں خالق کائنات اعلان کر رہا ہوں:

قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ ۝

مبتدئ کائنات (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)

اس خوشخبری کا دوسرا کلمہ ”جاء“ ہے۔ وہ جلوہ فگن ہوا۔ ہاں ہاں، وہ جلوہ فگن ہوتے۔ کہاں سے جلوہ فگن ہوتے؟ وہ مقام کون سا ہے۔ اس مقام پر کب فائز ہوتے۔؟ اور کب تک رہے۔؟

سنو سنو! صحیفہ ہدایت و اشکاف الفاظ میں کہہ رہا ہے۔ کائنات کا وجود اول نور مصطفوی ہے۔

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ ۝ (الانبیاء ۵)

ساری کائنات اپنے وجود اور بقا کے لئے رحمت مصطفوی کی محتاج ہے اور یہ مسئلہ قاعدہ ہے کہ محتاج الیہ مقدم ہوتا ہے اور محتاج مؤخر ہوتا ہے۔ جب مقصود کائنات (علیہ الصلوٰۃ والسلام) محتاج الیہ ہیں اور ساری کائنات محتاج ہے، تو ثابت ہوا کہ نور مصطفوی کائنات بھر پر مقدم ہے۔

وَلَهُ اسْكُنُ مِنَ فِي السَّمٰوٰتِ وَالدَّرَجٰتِ طُوْعًا وَكُوْهًا وَّ اٰلِیَہٗ

یُوجِعُونَ ۝ (آل عمران ۳)

سنو سنو! صحیفہ صداقت کتنی صراحت سے اعلان کر رہا ہے کہ آسمان و

زمین کی ہر شے خالق کائنات کے حضور جبین بندگی جھکاتے ہوئے ہے۔ بعض رضا مندی سے اور بعض مجبوراً۔ سنو! کائنات کا ایک ایک فرد اس معنی میں مسلم ہے۔ اور سنو اب خود قرآن عظیم زبانِ اقدس سے اعلان کر رہا ہے:

اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ۝ (الانعام ۶)

لوگو! آگاہ رہو کہ کائنات کا ہر فرد وجود بارگاہِ الٰہیت میں سر جھکاتے ہوئے ہے، لیکن وہ سر جو سب پہلے جھکا، وہ نور مصطفوی ہے (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سنو سنو! بارگاہِ رسالت میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کر رہے ہیں: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم! میرے ماں باپ آپ پر قربان، فرمائیے کائنات کا وجود اول کیا ہے؟

بَارِئُ اَنْتَ وَاُھٰی اَخْبَرْنِیْ عَنْ اَوَّلِ شَیْءٍ خَلَقَ اللّٰهُ تَعَالٰی۔
مرور کائنات (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے ارشاد فرمایا: اے جابر! اللہ تعالیٰ نے ہر چیز سے پہلے تیرے نبی کے نور کو اپنے نور سے پیدا فرمایا۔

يَا جَابِرُ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی خَلَقَ قَبْلَ الْاَشْیَاءِ نُوْرًا نَّبِیِّكَ

مِنْ نُّوْرِیْ ۝ (السیرة المحلیبہ ۵۰/۱)

سنو سنو! حضرت عرابض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اعلان فرمایا: جب آدم علیہ السلام ابھی مٹی کے مرحلہ میں تھے، میں تو تب بھی مقامِ عبدیت پر فائز تھا اور صرف یہ ہی نہیں، بلکہ ختم نبوت کے تاج سے بھی سرفراز تھا۔

اَتٰی عَبْدُ اللّٰهِ وَخَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ وَاِنَّ اَدَمَ لَمُنْجِدِلٌ

فِی طَیْبَتِہٖ۔ (الشفا: ۱/۳۲۴)

سُبْحَانَ اللَّهِ سُبْحَانَ اللَّهِ! سَيِّدَنَا عَلَى الْمَرْفُوعِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ فَرَمَاتے ہیں:
حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد گرامی ہے: حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام
کی خلقت سے پچودہ ہزار سال پہلے بارگاہ الوہیت میں نور کی صورت میں موجود تھا۔
كُنْتُ نُورًا مَبِينًا يَدَى رَبِّي قَبْلَ خَلْقِ آدَمَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ
وَالسَّلَامُ بِأَمْرِ بَعَاثَةِ عَشْرَةِ أَلْفِ عَامٍ (السيرة الحلبية)
سُبْحَانَ اللَّهِ سُبْحَانَ اللَّهِ! ایک دن حضرت جبریل امین علیہ السلام سے
مقصود کائنات فخر موجودات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سوال فرمایا۔ جبرائیل!
تمہاری عمر کتنی ہے؟ عرض کی: یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم) فقط اسی قدر
جانتا ہوں کہ چوتھے حجاب پر ایک ستارہ ۷۰ ہزار سال کے بعد چمکتا، میں نے
اُسے ۲۷ ہزار مرتبہ دیکھا ہے۔ یہ سن کر ہادی کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
نے ارشاد فرمایا: اے جبرائیل! مجھے میرے رب تعالیٰ کی عزت کی قسم وہ ستارہ
میں ہی تھا۔

(اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمُ سَآلَ جِبْرِائِلَ
فَقَالَ يَا جِبْرٰئِلُ کَمْ عَمَرَتِ مِنَ السِّنِّیْنَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمُ کَسْتُ اَعْلَمُ غَیْرَ اَنْ فِی الْحِجَابِ لَلْاَنْبِیَ
یَجْمَعُ مَا یَطْلُعُ فِی کُلِّ سَبْعِیْنِ اَلْفَ سَنَةٍ مَّرَّةً رَاٰیْتُهُ اَشْبَحَ
وَسَبْعِیْنِ اَلْفَ مَّرَّةً فَقَالَ یَا جِبْرٰئِلُ وَعِزَّةُ رَبِّیْ جَلَّ جَلَالُہٗ
اَنَا ذَا لَکَ الْکُوْکُبُ۔ (السيرة الحلبية، ۱/۴۹)

پیغمبر کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

تیسرا کلمہ کھڑے ہے۔ اے مخاطب! تم سب کی طرف آئے، اور اگر

اب اللہ کا اعتبار کیا جائے۔ ذوی العقول کو غیر ذوی العقول پر غلبہ
کے لفظ کا استعمال ہو۔ جس پر قرآن و سنت میں بے شمار
شواہد ہیں، تو مفہوم میں ایک اور حقیقی رفعت پیدا ہوگی۔ صرف تمہاری
طرف ہی نہیں، وہ کائنات کے ذرہ ذرہ کے لئے جلوہ فگن ہوتے ہیں۔
جی ہاں۔ سنو، رب رحمن ارشاد فرما رہا ہے: اے
محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام! اپنی مسیحتی مسیحتی زبان اقدس سے واضح کر دو
کہ میری رسالت کی چادر تم سب پر تھی ہے۔

اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اَلِیْکُمْ جَمِیْعًا (۱۵۸: الاعراف)
ہاں ہاں۔ صحیفہ صداقت کہہ رہا ہے کہ میرا نزل قلب مصطفیٰ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر اسی لئے ہوا ہے تاکہ آپ کائنات بھر کے لئے
نذیر بن سبائیں۔

تَبَارَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِہٖ

لِیَكُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا (۱: الفرقان ۲۵)
اور سنو، چونکہ سید الکوین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت
نبوت زمان و مکان کی قیودات سے ماورا ہے۔ سو آپ کی رحمت بھی
ہر جگہ، ہر زمانہ اور ہر شے پر محیط و غالب ہے۔ رب رحمن جل شانہ
خود واضح کر رہا ہے:

قَوْمًا اَرْسَلْنَاكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ (۱۰۷: الانبیاء ۲۱)

سُبْحَانَ اللَّهِ، سُبْحَانَ اللَّهِ! سعادتوں کا یہ تاج وقت ولادت ہی
سیر اقدس پر رکھ دیا۔ حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:
ولادت ہوئی، تو میں نے عجیب و غریب منظر دیکھا کہ جبین عبدیت دہلیز الوہیت

پر خم ہے، اور کوئی کہہ رہا ہے کہ ان کو مشرق و مغرب کی سیر کراؤ تاکہ سب ان سے متعارف ہو جائیں۔

فَوَضَعْتُ مُحَمَّدًا إِذَا هُوَ سَاجِدٌ فَظَرَفْتُ إِلَيْهِ فَسَمِعْتُ
مُنَادِيًا يَنَادِي طُوفُوا بِهِ مَشَارِقَ الْأَرْضِ وَمَغَارِبَهَا
وَادْخُلُوا الْبِحَارَ لِيَعْرِىَ قُوكَا بِاسْمِهِ وَكُتِبَ وَصُورَتُهُ
(الخصائص الكبرى، ۴۸/۱)

چند لمحے غیب رہے، پھر ظاہر ہوئے، تو کوئی مژدہ جاں فزا سنا رہا تھا۔
سبحان اللہ سبحان اللہ! — مقصود کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ آلم وسلم
کی سلطنت دنیا بھر میں قائم ہو گئی — دیکھو دیکھو! دنیا بھر میں ایک
ذرہ بھی ایسا نہیں رہا، جو آپ کے قبضہ و اختیار اور تصرف میں داخل نہ ہو۔
بِمَحْ قَبْضِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى
الدُّنْيَا كُلِّهَا وَلَمْ يَبْقَ خَلْقٌ مِنْ أَهْلِهَا إِلَّا دَخَلَ فِي
قَبْضَتِهِ۔
(الخصائص الكبرى، ۴۸/۱)

سبحان اللہ سبحان اللہ! — چونکہ کائنات بھر پر آپ کی رسالت و
نبوت سایہ فگن ہے — اور سایہ فگن ہی نہیں — کائنات کا ذرہ ذرہ —
سوائے سرکش انسانوں اور جنوں کے — اس حقیقت سے شناسا ہے
کہ آپ ہماری طرف رسول بن کر تشریف لاتے ہیں — تبھی تو ساری
مخلوق اپنی داستان غم — اور حکایت ستم آپ کو سنا کر مد و نصرت
کی خواہاں رہتی ہے، اور ہمہ تن — ہمہ وقت آپ کی فرمان برداری کے
لئے مستعد رہتی ہے۔

سُئِنُ مَنُو! حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

سُئِنُ مَنُو! حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ آلم وسلم کی رفاقت میں ہم بنو نجار کے
اٹل میں داخل ہوئے۔ وہاں ایک اونٹ تھا، جس کو دیکھتا کاٹنے کو دوڑتا،
میں ہی طرح دالیتی پر نگاہیں پڑیں، محبت و عقیدت سے سر جھکاتے ہوئے
بھاگتا ہوا آیا اور آپ کے قدموں میں بیٹھ گیا۔ آپ نے نیکیل ڈال کر مالک کے
سپر دکر دیا۔ حاضرین اس تعمیل و اطاعت کو دیکھ کر حیران ہوئے ہیں
یہ ارشاد فرما کر حاضرین کو دریائے حیرت سے نکال دیا۔

سُئِنُ مَنُو! کائنات کا ذرہ ذرہ، سوائے سرکش جنوں اور انسانوں
کے جانتا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔

مَا بَيَّنَّ السَّمَاءُ إِلَى الْأَرْضِ إِلَّا كَيْعْلَكُمْ أَنِّي رَسُولُ اللَّهِ
الْعَاصِي الْجَنِّ وَالْإِنْسِ۔ (الخصائص الكبرى، ۵۷/۲)

سبحان اللہ سبحان اللہ! — چونکہ رسول ساری کائنات کے
میں — سو ساری کائنات پر تصرف و اختیار ہے — اور کائنات کا ذرہ ذرہ
حکم کا پابند ہے۔

سُئِنُ مَنُو! ابن بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد گرامی روایت کرتے ہیں:
ایک اعرابی بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا۔ عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ آلم وسلم، دائرہ اسلام میں تو داخل ہو چکا ہوں، لیکن آپ کے دست
رسالت سے کسی معجزہ کا خواہاں ہوں تاکہ اس کے مشاہدہ سے یقین میں زیادتی ہو۔
سُئِنُ مَنُو! حضور سید الکونین، ختم المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ آلم وسلم
نے کتنی اجازت مرحمت فرمائی — معجزہ طلب کرنے والے — طلب کر لے۔
جو طلب کرے گا، دکھا دوں گا۔

قَالَ فَمَا الَّذِي تَرْيَدُ

عرض کی : وہ سامنے درخت ہے ، اُس کو اپنی بارگاہ میں طلب فرمائیں ؛
ارشاد فرمایا : تم ہی جاؤ اور اُسے کہو کہ تمہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
بُلا رہے ہیں ۔ اعرابی گیا ۔ جا کر کہنے لگا : اے درخت تمہیں رسول عربی
(علیہ الصلوٰۃ والسلام) بُلا رہے ہیں ۔

فَاتَاَهَا الْاَعْرَابِيُّ فَقَالَ اَحْيَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم)
بَسْ یٰہُ کُنْہِ کِی دیر تھی ۔ درخت پیغام مصطفیٰ (علیہ الصلوٰۃ والسلام)
سننے ہی وجد میں آگیا ۔ دائیں طرف جھکا ، بائیں جانب کی جڑوں کو توڑا ۔
بائیں طرف جھکا ، دائیں طرف کی جڑوں کو توڑا ۔ کشاں کشاں بارگاہ
رسالت میں حاضر ہو کر وفور جذبات میں عرض کرنے لگا ،

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم)
یہ سارا منظر قبضہ و تصرف دیکھ کر تعمیل و اطاعت دیکھ کر اعرابی
خوشی سے چیخ پڑا ۔ میرے آقا ! یہ ہی کافی ہے : حَسْبِیْ حَسْبِیْ ۔
حضور سید الکونین رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حکم
صادر فرمایا : ” اے درخت ! پس اٹھ جا “ ۔ یہ سننے ہی درخت واپس اپنی جگہ
پر قائم ہو گیا ۔

درخت پیغام سننے ہی سر کے بل کیوں بھاگا ؟ اس لئے کہ مدنی آقا
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اُس کے بھی تو رسول ہیں ۔ (الخصائص الکبریٰ ۲/۳۵)
سُنُوْ سُنُوْ ! سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں حضور
سید العالمین ختم المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قیادت و رفاقت میں ہم سفر
کر رہے تھے ۔ ایک گرم دادی میں فروکش تھے ۔ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
رفع حاجت کے لئے تشریف لے گئے میں پانی لئے غلامی کا حق ادا کرتے کرتے

دور دور تک کوئی باپردہ جگہ نظر نہ آئی ۔ دادی کے کنارے پر
دور دست استاد تھے ۔ آقائے نامدار نبی مختار سید ابراہیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
اک کی طرف تشریف لے گئے ، اُس کی شاخوں کو پکڑ کر فرمایا : اللہ تعالیٰ کے
ان سے میرے ساتھ چل ۔

اِنْتَا ذِیْ مَعِیْ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۔
یہ جملہ کہنے کی دیر تھی کہ صحابی کا مشاہدہ کہتا ہے : درخت نقش قدم پر یوں
جیسے مطیع و فرمانبردار اُونٹ ، مالک کے پیچھے پیچھے چلتا ہے ۔
فَاِنْقَادَتْ مَعَهُ کَاَلْبَعِیْرِ الْمَخْشُوْسِ الَّذِیْ یُصَانِعُ قَائِدًا
پھر آپ دوسرے درخت کے پاس تشریف لے گئے ، وہ بھی اسی طرح
قریب آگیا ۔ تب آپ نے دونوں کی طرف ملتفت ہو کر حکم فرمایا : آپس میں مل جاؤ
وہ حکم سننے ہی مل گئے ۔

اَلْتَمَّأَ بِاِذْنِ اللّٰهِ فَالْتَمَّأَ ۔
جھنڈ بن گیا ۔ رفع حاجت فرمایا ۔ آپ جو نبی واپس تشریف
لے گئے ۔ درخت اپنی اپنی جگہ چلے گئے ۔

درخت حکم کیوں مان رہے ہیں ، اس لئے ہی ناں ۔ کہ آپ اُن کی
طرف بھی اللہ تعالیٰ کے رسول بن کر آتے ہیں ۔ (الخصائص الکبریٰ ۲)
سُنُوْ سُنُوْ ! یعلیٰ بن مرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں : میں بارگاہ
رسالت میں حاضر تھا ۔ آنکھوں نے عجیب و غریب منظر دیکھا ۔ ایک اُونٹ
بھاگتا بھاگتا آیا اور آپ کے قدموں میں بیٹھ گیا ۔ ہم نے مشاہدہ کیا کہ اُونٹ
کی دونوں آنکھوں سے آنسو چھم چھم برس رہے ہیں ۔

اِذَا جَاءَ جَعَلَ یُحْنِیْتُ حَتّٰی ضَرَبَ بِجَوَانِہٖ بَیْنَ یَدَیْہِ

ثُمَّ ذَرَفَتْ عَيْنَاهُ -

جی ہاں! اونٹ اپنے رسول سے داستانِ غم کھڑے رہا ہے۔ حضور سید الکونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اونٹ کی دُکھ بھری کہانی سُن کر ارشاد فرمایا: یعلیٰ بن مرہ! اس اونٹ کے مالک کو تلاش کرو۔

رَيْحَكَ أَنْظُرْ لِمَنْ هَذَا الْجَمَلُ إِنَّهُ لَهُ لَشَاتٌ -

آپ ایک انصاری صحابی کو ساتھ لائے۔ استفسار پر عرض کی: یہ اونٹ کام کا نہیں رہا، سو ہم نے کل مشورہ کیا ہے کہ اس کو ذبح کر دیں۔

مسیحائے کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یوں نہ کرو، مجھے بیچ دو یا سبہ کر دو۔ عرض کی میرے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں:

هَبْنِي أَوْ بَعْنِيهِ قَالَ بَلْ هُوَ لَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَوَسَّهَ بَعْضُهُ الصَّدَقَةَ ثُمَّ بَعَثَ إِلَيْهِ - (المخصائص الكبرى)

سبحان اللہ سبحان اللہ! پتھر کے بت بھی جانتے تھے کہ یہ ہماری طرف اللہ کے رسول بن کر آئے ہیں، تبھی تو آپ کے اشاروں پر چلتے تھے۔ فتح مکہ کے روز ظہیر کعبہ کے وقت کعبہ میں تین سو ساٹھ بتوں کی طرف صرف دستِ رسالت چھڑی سے اشارہ کر رہا تھا اور وہ منہ کھے بل کر رہے تھے۔

فِي يَدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَضَيُّبٌ فَجَعَلَ يُشِيرُ إِلَيْهِ وَيَقُولُ جَاءَ الْحَقُّ وَذَهَبَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ ذَهُوقًا جَاءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِي الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيدُ فَبَعَلَتْ تَسْلَفِي مِنْ غَيْرِ أَنْ يُمْسَهَا -

(المخصائص الكبرى)

مدینہ طیبہ میں مسجد نبوی شریف میں حضور سید الکونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایک کھجور کے سُوکھے ہوئے تنے کے ساتھ ایک لگا کر خطاب فرماتے ہیں۔ جب ایک خاتون نے منبر پر اُڑا دیا اور آقاؐ سے کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس پر جلوہ شکن ہوئے ہی تھے۔ اس مختصر، لیکن مستقل بحر و فراق کو ستونِ خانہ برداشت نہ کر سکا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنا مشاہدہ بیان کرتے ہیں: تنے۔ ہاں ہاں! کھجور کے سُوکھے تنے سے ایسی درد انگیز رونے کی آواز آئی جس طرح گرم شدہ بچے کی ماں کی آواز ہوتی ہے۔ یہ دُکھ بھرا رونا ہمدرد و شفیق آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سُنانا گیا۔ آپ نے منبر سے نزول فرمایا اور کھجور کے سُوکھے تنے کو اُلم تشریح کے سینے سے چٹا لیا۔ تناب سکیاں بھر بھر خاموش ہو گیا۔

قَالَ النَّسِيُّ فِي الْمَسْجِدِ فَسَمِعْتُ الْحَشِيَّةَ تَحْنُ حَيْنًا
أَنَوَالَهُ فَمَا زَالَتْ تَحْنُ حَتَّى نَزَلَ إِلَيْنَا أَحْتَضَنَاهَا فَسَكَنَتْ

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ بیان کرتے ہیں اور میں چم چم پر سننے لگتے ہیں فرماتے ہیں: اے اللہ تعالیٰ کے بندو! جب ایک لکڑی کی حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے عند اللہ مقام و مرتبہ کی وجہ سے ان کی طرف اشتیاق کی یہ حالت ہے، تم تو اس اشتیاق کے کہیں زیادہ حقدار ہو!

فَكَانَ الْحَسَنُ إِذَا حَدَّثَ بِهَذَا الْحَدِيثِ بَكَى ثُمَّ قَالَ
الْعُشْيَةُ يَا عِبَادَ اللَّهِ تَحْنُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ شَوْقًا إِلَيْهِ لِمَكَانِهِ مِنَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ فَانْتُمْ!

أَحَقُّ أَنْ تَشْتَا قَوْا إِلَى لِقَائِهِ - (الخصائص الكبرى ۲/۷۶)

سبحان اللہ سبحان اللہ! حضرت ابو اسید الساعدی البدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا: اے ابو الفضل! کل اپنے بیٹوں کے سنگ اپنے گھر بنا مجھے تم سے کوئی کام ہے۔ دوسرے روز آپ تشریف لے گئے، ان سب کو اکٹھا کیا اور ان پر اپنی چادر ڈال کر اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کی:

اے رحیم و کریم پروردگار! یہ میرے چچا ہیں؟ اور یہ میری اہل بیت ہے جس طرح میری چادر نے ان کو چھپا لیا، تو بھی جہنم کی آگ سے ان کو چھپالے۔ حیرت انگیز امر یہ تھا کہ سرور دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دعا فرماتے تھے اور گھر کی دیواریں اور دروازہ کی چوکھٹ آمین کہتے تھے۔

قَالَ هَذَا الْعَبَّاسُ عَمِّي وَصَنُؤَائِي وَهَؤُلَاءِ أَهْلُ بَيْتِي اللَّهُمَّ اسْتَوْهُمْ مِنَ النَّاسِ كَيْسَتُرَى أَيَا هُمْ بِبِلَادِي هَذِهِ فَأَمَنْتُ أَسْكَنَهُ الْبَابَ وَحَوَائِطَ الْبَيْتِ آمِينَ ثَلَاثًا -

(الخصائص الكبرى ۲/۷۷)

سبحان اللہ سبحان اللہ! حیوان بھی جانتے تھے کہ آپ ہماری طرف اللہ کے رسول بن کر آتے ہیں۔ ابن عمر ان فرماتے ہیں: ایک اعرابی ایک گاوہ شکار کئے دامن میں اٹھائے جا رہا تھا۔ خیال تھا کہ اپنے اہل خانہ کے پاس لے جائے گا۔ ذبح کرے گا۔ بھونے گا اور کھائے گا۔ سربراہ گذر۔ ماہ عرب و عجم فخر بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے گرد دیوانوں کا مالہ دیکھ کر کہا: استفسار کیا: یہ جماعت کیسی ہے؟ ارے یہ تو اللہ تعالیٰ کے محبوب نبی محمد بن عبد اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

نہ وہ اپنے بغض و عناد کا اظہار کرنے لگا۔ مجھے لات و عترتی کی قسم! اس سے بڑھ کر کوئی میرے لئے مبغوض شخص نہیں ہے۔ میری قوم اگر مجھے جلد باز نہ کہتی، تو میں جلدی سے اسے قتل کر دیتا اور ہر کالے اور گولے کے لئے راحت و مسرت کا سامان فراہم کرتا۔ بنو ہاشم اور دوسرے قبائل خوش ہو جاتے، کیونکہ یہ ہمارے معبودوں کو گالیاں دیتا ہے۔

یہ سب نفرت و حقارت کی باتیں سن کر لہراتے رسالت پر مسکراہٹ ہی بکھری ہوئی۔ آپ نے اعرابی کو پہچان کر کہا:

اے بنو سلیم کے بھائی! ایسی گفتگو پر تجھے کس نے ابھارا ہے کہ تو اب آداب محفل کو بھی فراموش کر بیٹھا ہے؟

يَا أَخَا بَنِي سُكَيْمٍ مَا حَمَلَكَ عَلَى الذِّیْ قُلْتَ وَكَمْ تَكُونُنِي فِي مَجْلِسِي -

اسی طرح اپنے نرش لہجہ میں کہنے لگا، میں آپ پر ایمان لے آؤں گا، اگر یہ گویا آپ پر ایمان لے آئی؟ اور گویا آپ کے سامنے پھینک دی۔

اس گستاخانہ لہجہ پر عشق فاروق میل اٹھا۔ عرض کی اے آقائے کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! اجازت فرمائیں: اس گستاخ کا سر قلم کر دوں؟ حضور رحمت کامل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے عمر! (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) یہ تیرے صبر کا پیمانہ تھا جو لبریز ہو گیا، میں نے تو اس سے برہم برہم گفتگو سن کر بھی مسکرا رہا ہے۔

فَقَالَ عُمَرُ أَيْذَنِي أَنْ أَضْرِبَ عُنُقَهُ فَقَالَ أَمَّا عَلِمْتَ أَنَّ الْحَكِيمَ كَادَ يَكُونُ نَبِيًّا -

حضور سید الکونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے گوہ کی طرف التفات فرمایا۔
جو نہی گوہ کو مکارا، خوشی و مسرت سے جھوم جھوم کر پکارا اٹھی، میں حاضر ہوں۔
فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ يَوْمَئِذٍ إِذَا رَأَى الْقَوْمُ الْقَبْرَ فَقَالُوا هَذَا الَّذِي كُنَّا نَسْتَعْتِبُكَ مِنْهُ
عَزَائِبُ قَبْرِهِ يَوْمَئِذٍ الْقَبْرُ جَبِيذٌ أَلْبَنِيَّةٌ وَسَيَذُوقُ نَارَ رَسُولٍ مَعَهُ يَوْمَئِذٍ الْعَالَمِينَ۔

استفسار فرمایا، تو کس کی عبادت کرتی ہے؟

عرض کی، اُس ذاتِ اقدس کی، آسمانوں میں جس کا عرش ہے، زمین میں
جس کی حکمرانی ہے، سمندر میں جس کا راستہ ہے، جنت میں جس کی رحمت ہے
جہنم میں جس کا عذاب ہے۔

الَّذِي فِي السَّمَاءِ عَرْشُهُ وَفِي الْأَرْضِ سُلْطَانُهُ وَفِي
الْبَحْرِ سَبِيلُهُ وَفِي الْجَنَّةِ رَحْمَتُهُ وَفِي النَّارِ عَذَابُهُ اِيَّاهُ
فَرَمَايَا، میں کون ہوں؟ کہنے لگی،

آپ رب العالمین کے رسول ہیں، ختم نبوت کے تحت مرتع پر جاؤ فگن
ہیں، آپ کی تصدیق فلاح کی ضامن ہے اور تکذیب نیا کامی و نامرادی کی سند
رَسُولُ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ قَدْ أَفْلَحَ مَنْ

صَدَّقَكَ وَقَدْ خَابَ مَنْ كَذَّبَكَ (المصائص الکبریٰ ۲/۲۵)
اعرائی اس رسالتِ عامہ اور حیوان کی اطاعت و تعمیل کا نظارہ کیا۔ دل
کی دنیا میں انقلاب بپا ہو گیا۔ عرض کرنے لگی، اس کے بعد مجھے کسی
شہادت کی ضرورت نہیں۔

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ
فَدَا تَعَالَى الْقِسْمُ! اس بارگاہ میں اس حال میں آیا ہوں کہ کوئی آپ سے بڑھ کر محبوب
نہیں تھا اور اس حال میں جا رہا ہوں کہ آپ سے بڑھ کر کوئی محبوب نہیں ہے۔

سبحان اللہ سبحان اللہ! ساری کی ساری کائنات حضور سرورِ دو عالم
رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے قبضہ و تصرف میں ہے۔ آسمان پر
بھی آپ کا راج ہے، زمین پر بھی آپ کی حکمرانی ہے۔ تبھی تو گستاخ و
بے ادب کو زمین بھی باہر نکال پھینکتی ہے۔ جلیل القدر صحابی حضرت انس
رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں، ایک نصرانی حلقہ بگوش اسلام ہوا۔ یہ
سورہ بقرہ اور آل عمران لکھ کر بارگاہ رسالت میں پیش کرتا۔ بد قسمتی سے یہ
دوبارہ عیسائی ہو گیا۔ شان نبوت میں گستاخانہ کلمات بکتا۔ معاذ اللہ معاذ اللہ
کہتا، (حضرت) محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) فقط وہی کچھ جانتے ہیں جو ان
کو میں لکھ کر دیا کرتا تھا۔ چراغِ زیست گل ہوا، اعزہ و اقارب نے دفن
کیا۔ صبح میں منظر دیکھ کر انگشت بدندان رہ گئے کہ زمین نے اُس کی لاش
کو باہر پھینک دیا ہے۔ عیسائی کہنے لگے یہ فعل اصحابِ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ
والسلام کا لگتا ہے۔ انہوں نے اس کو اپنے دین سے برگشتہ ہونے کی سزا دی
ہے۔ ان نے زمین کو مزید گہرائی تک کھودا، دفن کیا۔ دوسرے نے دیکھا
تو پھر اُس کی لاش قبر سے باہر پڑی تھی۔ پھر ان ہی کلمات کو دہرایا۔
اور جس قدر ممکن تھا قبر گہری کھودی اور دفن کر دیا۔

وَحَمَرُوا لَهُ وَأَعْمَقُوا مَا اسْتَطَاعُوا فَاصْبَحُوا فَقَدْ
لَفَظَتْهُ الْأَرْضُ۔

صبح کو دیکھا، تو لاش پھر باہر پڑی تھی۔ اسی حالت میں چھوڑ کر چلے گئے۔ کہتے جا رہے تھے: یہ فعل کسی انسان کا نہیں لگتا۔

جی ہاں۔ زمین تو مدنی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی غلام تھی اس گستاخ کو کیوں کر قبول کرتی۔

سبحان اللہ، سبحان اللہ! چونکہ مدنی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم شانِ کرم سے بزمِ کائنات میں جلوہ فرما ہوئے تھے، اسی لئے جانور بھی اپنی درد بھری داستانیں بارگاہِ رسالت میں پیش کرتے ہیں۔

حضرت وضین بن عطار رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں: ایک قصاب نے باڑھا کا دروازہ کھولا۔ ذبح کی خاطر ایک بکری کو پکڑا، وہ رستی چھڑا کر بھاگی۔ بھاگتے بھاگتے ملجائے کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ سبکس پناہ میں حاضر ہو گئی۔ قصاب بھی پیچھے آیا اور ٹانگ سے پکڑ کر گھسیٹنے لگا۔ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا۔ فرمایا: اے بکری! حکمِ ایزدی کے رو برو صبر سے سر جھکا دے، اور اے قصاب! تو اسے موت کی طرف نرم روی سے لے چل۔

اَصْبِرْ لِمَا مَرَّ بِكَ وَانْتَ يَا خِزَارُ فَسُقْمَا إِلَى الْمَوْتِ
سَوْقًا رَفِيقًا۔

کیا آپ نے غور فرمایا یہ بکری بارگاہِ رسالت میں کیوں حاضر ہوئی؟ اسی لئے نا۔ کہ آپ بزمِ ہستی میں شانِ کرم سے جلوہ گر ہوئے ہیں۔

(الخصائص الکبریٰ: ۲/۴۷)

سبحان اللہ، سبحان اللہ! گوشِ محبت سے سماعت کر رہا اور فرطِ عقیدت سے جھوم اٹھو۔ اُمّ المؤمنین حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ارشاد فرماتی ہیں: ہادی دو عالم رسول مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم صحرائیں تھے! ایک پردہِ سماعت سے ایک دیکھ بھری صدا طعنائی۔ کوئی التجا کر رہا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، چہرہ انور پھیر کر دیکھا کوئی انسان نہ تھا، بلکہ زنجیروں میں جکڑی ایک ہرنی فریاد کر رہی تھی۔ میرے ملجا و ماویٰ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) میرے قریب تشریف لائے۔

فَاِذَا طَلَبْتِ مُوْتَقِدَةً فَقَالَ اُدْنِ مِنِّي يَا رَسُولَ اللّٰهِ

(صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

مدنی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، قریب تشریف لے گئے۔ فرمایا: اے ہرنی! تیری کیا حاجت ہے؟ عرض کرنے لگی: اسی پہاڑ میں میرے دو بچے ہیں وہ بھوک سے ہلک رہے ہیں۔ مجھے کھول دیجئے تاکہ میں ان کو دودھ پلاؤں۔ فرمایا: گو واپس آجائے گی؟ عرض کی: واپس نہ آئی، تو ربِّ کائنات مجھے مہلک عذاب میں گرفتار کرے۔ آپ نے کھول دیا۔ ہرنی بھاگ بھاگ گئی اور دودھ پلا کر واپس آ گئی۔ آپ نے دوبارہ باندھ دیا۔ اعرابی، جس نے ہرنی کو زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا، جاگ پڑا، آفتابِ نبوت (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی نیت سے شاد کام ہوا۔ عرض کرنے لگا: اے محبوبِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، ارشاد فرمائیے، میرے لائق کوئی کارِ خدمت؟ ارشاد فرمایا: اس ہرنی کو کھول دے۔ اعرابی نے کھول دیا۔ ہرنی شکرانے کے گیت: اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّكَ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ گاتی ہوئی دوڑ گئی۔ صحابی رسول (علیہ الصلوٰۃ والسلام) حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں: ربِّ ذوالجلال کی قسم! میں نے اس ہرنی کو تسبیح کرتے ہوئے صحرائیں دیکھا، وہ کہتی تھی:

لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

فَإِنَّا وَاللَّهِ رَأَيْنَاهَا قَسَبًا فِي الْبَرِّيَّةِ وَتَقُولُ لَدَالَهُ

جی ہاں ! یہ مصیبت زدہ ہر فی اس بارگاہ بیگم پناہ کے علاوہ کہاں

نشر یا کرتی ؟ (الخصائص الکبریٰ : ۱/۲۰۴، ۲۰۵)

سبحان اللہ سبحان اللہ ! پرندے بھی اپنی فریادیں بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام میں پیش کرتے تھے۔ جلیل القدر صحابی حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں :

ہم مدنی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رفاقت میں سفر کر رہے تھے۔ ایک رخت کے قریب سے گزرے، اس پر چڑیا کے دو بچے تھے، ہم نے دونوں کو پکڑ لیا۔ پکڑ یا حضور نبی کریم روف و رحیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں آتی اور عرض کرنے لگی، آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی فریاد سن کر ارشاد فرمایا : کس نے اس پر چڑیا کے بچے اٹھا کر اسے درد مند کیا ہے؟ عرض کی، ہم نے ! ارشاد فرمایا : واپس کر دو۔ تو ہم نے دونوں بچوں کو واپس اسی جگہ رکھ دیا۔

مَنْ فَجَّعَ هَذِهِ بِفَرْخَيْهَا قُلْنَا نَعْنُ قَالَ دَدُوهُمَا

مَوْضِعَهُمَا فَوَدَدْنَا هُمَا - (الخصائص الکبریٰ : ۲/۶۳)

چڑیا بارگاہ رسالت میں عرض اس لئے ہی کرتی کہ وہ جانتی ہے کہ یہ آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم شانِ کرم سے تشریف لائے ہیں

سبحان اللہ سبحان اللہ ! اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ارشاد فرماتی ہیں، آل رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ایک وحشی گائے تھی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم باہر تشریف لے جاتے تو وہ بیقرار ہو جاتی، جونہی واپس تشریف فرما ہوتے، آرام و سکون سے بیٹھ جاتی۔

فَإِذَا جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لِكَيْضَ فَلَمْ يَكْتُمُوهُ مَا دَامَ فِي الْبَيْتِ -

(الخصائص الکبریٰ : ۲/۶۳)

آئیے ! ایک اور ایمان افروز حدیث سماعت فرمائیں : ابن منظور کہتے ہیں محبوب مدنی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے خیبر فتح کیا۔ ایک سیاہ رنگ کا دراز گوش ملا۔ باہم گفتگو ہونے لگی۔ دراز گوش بارگاہ سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں عرض کرنے لگا، میرا نام یزید بن شہاب ہے، میرے دادا کی نسل میں سے ساٹھ دراز گوش پیدا ہوئے۔ ہر ایک پر ایک نبی نے سواری کی۔ اپنی نسل سے فقط میں ہی رہ گیا ہوں۔ آپ بھی رب کائنات جل شانہ کے آخری نبی ہیں، میری آرزو ہے کہ آپ مجھ پر سواری فرمائیں۔

قَدْ كُنْتُ أَتَوَقَّعُ أَنْ تُكَفِّنِي كَمَا يُبْقِي مِنْ نَسْلِ جَدِّي غَيْرِي وَلَا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ غَيْرِي -

جی ہاں ! دراز گوش بھی جانتا تھا کہ ختم نبوت کا سہرا ان ہی کے سر پہ

گدھے سے بدترین ہے وہ شخص، جو اب نبوت کا دعویٰ کرے۔

دراز گوش نے اپنی عرض جاری رکھی۔ آج کی ملاقات سے پہلے میں ایک یہودی کی ملکیت میں تھا، میں عمداً اس کو گرا دیتا تھا، وہ مجھے بھوکا پیاسا لکھتا اور مارتا پیٹتا۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا : آج سے تو یغفور ہے اور اپنے ساتھ لے آئے۔

سنو، سنو ! اور ایمان تازہ کرو۔ مدنی محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس دراز گوش سے کیا خدمت لیتے؟ کسی صحابی کو بلانا مقصود ہوتا تو اس دراز گوش کو روانہ فرما دیتے۔ دراز گوش حکم سمجھتا۔ تعمیل ارشاد کرتا۔

قاصد بن کر اُسی صحابی کے دروازہ پر جاتا، سر سے دروازہ کھٹکھٹاتا، صحابی باہر نکلتے، اشارہ کرتا کہ آپ کو اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یاد فرما رہے ہیں۔

اَوْحَىٰ اِلَيْهِ اَنْ اَجِبْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ اٰلِہٖ وَسَلَّم اور سنو! جب مدنی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم وصال فرما گئے۔ ہر طرف تاریکی چھا گئی۔ دراز گوش اس بھر و فراق کو گوارا نہ کر سکا۔ ابوالہشیم بن الیہان کے کنوئیں پر آیا اور اس میں چھلانگ لگا دی۔

فَلَمَّا قُبِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَاذَ اِلَیْہِ بِبِیْرٍ یَّامَنُ لَا یَحِیُّ الْهَیْثُمْ بَنِیَ التَّیْمَانَ فَتَرَدَّدَ فِیْہَا جَزَعًا عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم (الخصائص الکبریٰ: ۲/۶۴)

سبحان اللہ سبحان اللہ! — فقط یہ ہی نہیں، بلکہ جانور تو مدنی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے غلاموں کے بھی غلام ہیں۔ ہاں ہاں؟ — حق غلامی ہے بھی یہی — حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں: ہم سمندر میں ایک کشتی پر سوار ہوئے۔ کشتی ٹوٹ گئی۔ میں ایک تختے پر سوار کنارے لگا۔ ایک صحرا میں سفر کرنے لگا۔ ایک شیر — جنگل کا بادشاہ — میری طرف بڑھا۔ میں نے اُس کو دیکھا تو کہا: اے ابوالحارث (شیر) میں سفینہ ہوں، تاجدارِ مدینہ، سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا غلام! —

سنو، سنو! جوں ہی شیر اس تعلق اور نسبت پر آگاہ ہوا — دم ہلاتا ہوا — غلامی کا اشارہ کرتا — پہلو میں آکھڑا ہوا — پھر میرے ساتھ

لگا — مجھ کو راہ پر چھوڑا — اور بلبلانے لگا — گویا وہ مجھے الوداع کہہ رہا تھا —

قُلْتُ يَا اَبَا الْحَارِثِ اَنَا سَفِينَةٌ مُّوَلٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فَاقْبَلْ یَبْنُیْ بِذَنْبِہٖ حَتّٰی قَا عَلٰی بَنٰی ثُمَّ مَشٰی مَعٰی حَتّٰی اَقَامَنِیْ عَلٰی الطَّرِیقِ ثُمَّ هَمَمَ فَرَأٰیْتُ اَنَّهُ یُوَدِّعُنِیْ۔ (الخصائص الکبریٰ: ۲/۶۵)

سبحان اللہ سبحان اللہ! کس نے حکمِ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعمیل نہیں کی — ہاں تعمیل کیوں نہ ہوتی — مدنی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تو سب کی طرف اللہ تعالیٰ کے رسول بن کر آئے ہیں۔

سنو، سنو! سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ارشاد فرماتے ہیں: ایک اعرابی بارگاہِ رسالت میں حاضر خدمت ہوا۔ عرض کی: میں کس طرح پہچانوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں؟ آپ نے فرمایا: اگر میں کھجور کی اس شاخ کو بلاؤں تو ایمان قبول کر لو گے؟ عرض کی جی ہاں! آپ نے بلایا، وہ شاخ فوراً نئے سے جدا ہوئی اور مسجد کے قریب ہوئی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو گئی۔ اب آپ نے ارشاد فرمایا: واپس لوٹ جا، تو وہ شاخ فوراً اپنی جگہ لوٹ گئی۔

فَدَعَاہُ فَجَعَلَ یُنْقِرُ اُحٰی یَتَبُّ حَتّٰی اَتَاہُ عَلٰی الْاَرْضِ فَاَقْبَلُ وَهُوَ یَسْجُدُ حَتّٰی اَنْتَهٰی اِلَی النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ثُمَّ قَالَ لَہٗ اِرْجِعْ فَعَادَ قَالَ الْاَعْرَابِیُّ اَشْہَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

اعرابی نے تعمیلِ ارشاد کا یہ انوکھا منظر دیکھا تو بے ساختہ پکار اٹھا: اَشْہَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ (الخصائص الکبریٰ: ۲/۳۶)

سُبْحَانَ اللَّهِ سُبْحَانَ اللَّهِ اقاضی عیاض علیہ الرحمہ فرماتے ہیں :-
 حضور سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سفر میں تھے۔
 نماز گھڑی ہونے لگی، تو ایک گھوڑے سے فرمایا: اللہ تعالیٰ تجھ میں برکت ڈالے،
 یہاں ٹھہرا رہے، حتیٰ کہ ہم نماز سے فارغ ہو جائیں۔ گھوڑا بندھا ہوا نہ تھا۔
 اسے آپ نے قبلہ رخ کھڑا کر دیا۔ آپ نے نماز مکمل کی۔ گھوڑے نے یوں تعمیل
 ارشاد کی کہ ذرہ برابر بھی اپنی جگہ سے نہ ہلا۔

فَمَا حَذَّكَ عُصْنًا حَتَّى صَلَّى صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
 غور فرمایا۔ گھوڑے کو حکم کیوں دیا جا رہا ہے، اس لئے ہی ناں کہ آپ جانتے
 ہیں۔ ساری کائنات میرے قبضہ و اختیار میں ہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
 سُبْحَانَ اللَّهِ سُبْحَانَ اللَّهِ! یہ نور عظیم چونکہ ساری کائنات کی طرف تشریف فرما
 ہوئے ہیں، اسی لئے ہر ذرہ کائنات صلوٰۃ و سلام عرض کر رہا ہے۔

امیر المؤمنین حضرت سیدنا حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنا چشم دید واقعہ
 بیان فرماتے ہیں: مکہ المکرمہ میں فاقہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نصیب
 رہی۔ باہر نکلتے تو سامنے آنے والا ہر درخت، پتھر، چٹان اور پہاڑ عرض کرتا:
 الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ۔

فَمَا اسْتَقْبَلَهُ شَجَرٌ وَلَا حَجَرٌ وَلَا مَكْدُرٌ وَلَا جَبَلٌ إِلَّا قَالَ لَهُ
 الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ۔

سُبْحَانَ اللَّهِ سُبْحَانَ اللَّهِ! کو نسا وہ ذرہ کائنات ہے جس نے تعمیل ارشاد
 نہ کی تعمیل ارشاد کیوں نہ ہوتی، جبکہ رب کائنات نے ان کے سر اقدس پر سالٹ علم
 کا تاج سجا کر مبعوث فرمایا تھا۔ حضرت اسماء بنت عیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا ارشاد
 فرماتی ہیں: قلب مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر وحی خداوندی کا نزول ہو رہا تھا۔

اقدس حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جھولی میں تھا، آپ نے ابھی نماز عصر ادا
 کی تھی، اسی عالم میں سورج غروب ہو گیا۔ سید دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
 نے استفسار فرمایا: اے علی! نماز ادا کر لی ہے۔ عرض کی: میرے آقا نہیں۔
 نگاہ فطرت نے ایک عجیبہ العقول منظر دیکھا۔ بارگاہ قدوسیت میں ہاتھ بند
 کئے۔ کہائے اقدس نے جنبش فرمائی: اے رب کائنات! علی تو تیری اطاعت میں
 تھا، تیرے رسول کی فرماں برداری میں تھا، سو سوچ کو واپس پھیر دے۔

الفاظ دعا عجیب ہیں۔ حیدر کرار کریم اللہ وجہہ کی تو نماز عصر
 نماز وسطیٰ قضا ہو گئی۔ فرض کی قضا اطاعت شعاری کیسے بن گئی۔ لیکن حضور
 سید دو عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرما رہے ہیں کہ اے
 رب کائنات جل شانہ، علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تیری فرماں برداری کر رہا تھا۔
 معنی یہ ہوا کہ احترام و ادب مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں اگر نماز بھی قضا
 ہو جائے، تو وہ اطاعت خدا تعالیٰ ہے، کیونکہ ”اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے“
 اللَّهُمَّ إِنَّكَ كَانَ فِي طَاعَتِكَ وَطَاعَةِ رَسُولِكَ قَادَةُ دَعَلِيَّةِ الشَّمْسِ
 جو نہی پیکلمات طیبہ زبان اقدس سے نکلے۔ اسماء بنت عیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا
 ارشاد فرماتی ہیں: میں نے سورج کو غروب ہوتا دیکھا تھا، لیکن اب وہ دوبارہ مغرب
 سے طلوع ہو رہا تھا!

ثُمَّ دَأَيْتُهَا طَلَعَتْ بَعْدَ مَا غَوَيْتُ۔ (المخصائص الکبریٰ ۲/۸۲)
 سُبْحَانَ اللَّهِ سُبْحَانَ اللَّهِ! چونکہ یہ نور عظیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جمیع کائنات کی طرف
 مبعوث ہوا تھا، اور کائنات کا ذرہ ذرہ اس حقیقت سے آگاہ بھی تھا، سو اُسے
 سرکش انسانوں اور جنوں کے۔ اسی لئے ساری کائنات نے غلامی کا حق ادا کیا۔
 قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ۔

منظرہ سیکائتات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

چوتھا اور پانچواں کلمہ "مِنَ اللّٰهِ"

سبھی اعتراضات کے آگے بند باندھ دیا۔ چونکہ آنے والا عجیب شان کے ساتھ آیا۔ جس کی ذات بھی حد ادراک سے ماوراء ہے تبھی توسید حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرما رہے ہیں، اے ابوبکر! تم نے زندگی کے اکثر لمحات میری سنگت میں گزارے کہیں یہ نہ سمجھ بیٹھنا کہ تم میری حقیقت سے آگاہ ہو گئے ہو۔ یاد رکھو میری حقیقت ذات کو میرے رب تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

يَا اَبَا بَكْرٍ اِنَّ الصِّدِّيقَ لَمْ يَعْرِ فَنِي حَقِيقَةً غَيْرِي رَقِي۔

حضرت علامہ علی بن برہان الدین حلبی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: یہی نہیں بلکہ ہر ہر شان نزالی ہے۔ محیر العقول ہے۔ عقل منکر ہے۔ رب کائنات جل جلالہ نے ان دو کلمات سے صراحت فرمادی سنو! یہ دیکھنے سے قبل کہ کس شان سے آیا ہے۔ یہ غور کر لینا کہ کہاں سے آیا ہے۔ یہ تو اللہ رب العزت کی بارگاہ سے آیا ہے۔ سنو سنو! اُن کی کسی شان کا انکار کیا، تو انکار اُس کا نہیں، میری قدرت کا انکار ہوگا۔ میری عطا کا انکار ہوگا۔

خدا کا وہ نہیں ہوتا، خدا اُس کا نہیں ہوتا

جسے آتا نہیں ہونا تمہارا یا رسول اللہ

(صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)

آفتاب کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

پچھٹا کلمہ "نُورٌ" ہے۔ وہ مقصود کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہلوہ فگن ہوئے، لیکن کس شان کے ساتھ۔۔۔ سراپا نور بن کر۔۔۔ اور ہاں ہاں "نُورٌ" پر تنوین ہے، اور یہ تنوین تعظیم و تکریم پر دال ہے۔ اے نادانوں! تم نور پر جنگ چل کر رہے ہو۔ میرے آفتاب صلوٰۃ والسلام نور نہیں، نور عظیم ہیں۔ نور الٰہی نور ہیں!۔۔۔ سنو سنو! کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں، یہ نور۔ نور عظیم۔ جہن آدم میں یوں نظر آتا تھا، جیسے دوپہر کے وقت سورج درخشندہ ہو۔ یا شب و بچور میں چودھویں رات کا چاند۔

فَكَانَ نُورٌ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمُ فِي دَائِرَةِ نُورٍ اَدَمُ عَلَیْہِ السَّلَامُ كَالشَّمْسِ فِي دَوْرَانِ فَلَمَّحَا وَكَانَ نَقْمٌ فِي دِيَجُورٍ لَيْلَةً ظُلُمَاءٍ۔ (حجتہ اللہ علی العالمین: ۲۱۸)

دیکھو دیکھو۔ جب نور عظیم صلب آدم کو ودیعت کیا گیا۔ ابوالہشمی علیہ السلام نے مشاہدہ کیا کہ عالم بالا کی قدسی مخلوق ملائکہ دست بستہ۔ صف و صف۔ احترام و اکرام کی مجسم تصویر بنے، جبہ آدم علیہ السلام تشریف لے جاتے ہیں۔ پیچھے پیچھے چلتے ہیں۔ حیرت و استعجاب کے سنگم پر ایستادہ استغفار کرتے ہیں۔ پروردگار عالم اس احترام و اعزاز کا پس منظر کیا ہے۔ پارتگاہ عرش سے آواز آتی ہے۔ اے آدم! یہ اُس نور مصطفوی کی زیارت سے آنکھوں کی روشنی بجھاتے ہیں، جو آپ کی پشت انور میں موجود ہے۔

فَقَالَ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰی يَنْظُرُ وْنَ اِلٰی نُورِ خَاتَمِ الْاَنْبِيَاءِ۔

(حجتہ اللہ علی العالمین: ۲۱۷)

سُنُو سُنُو! پانگاہ جلال و جبروت سے آواز آرہی ہے۔ فرشتے
 آؤ۔۔۔ سب کے سب مل کر ابوالبشر علیہ السلام کے روبرو جبین تعظیم و تکریم
 خم کر دو۔۔۔ یہ حکم صادر ہوا۔۔۔ پھر چشم کائنات نے عجیب منظر دیکھا
 سب کی سب نوری مخلوق۔۔۔ خاکی وجود کی دہیز عظمت و کرامت پر
 خامہ فرسائی کر رہی ہے۔۔۔ وَلَقَدْ كُذِّبَتْ بَنِي آدَمَ۔۔۔ کا غلغلہ بپا ہے
 سُنُو سُنُو! یہ احترام و اکرام کو نصیب کیوں ہوا۔۔۔ ہاں تو سُنُو سُنُو۔۔۔
 اس صدائے محبت کو سماعت کرو۔۔۔ امام خضر الدین رازی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں
 سجدہ تعظیمی ہرگز ہرگز ابوالبشر علیہ السلام کو نہ تھا، بلکہ اُس نورِ مصطفوی علیہ الصلوٰۃ والسلام
 کے حضور والہانہ عقیدت کا اظہار تھا۔۔۔ جو آپ کی جبین اقدس میں درخشندہ تھا۔
 ہاں ہاں۔۔۔ مدنی آقا علیہ النجۃ والشفاعہ نور ہی نہیں۔۔۔ نورِ عظیم ہیں
 ذہن میں خیال آ رہا ہو گا کہ منافات ہے۔۔۔ ایک روایت کہتی ہے۔۔۔ یہ نور پاک
 صلیب اقدس میں تھا۔۔۔ اور دوسری روایت کہتی ہے کہ جبین انور میں تھا۔
 سُنُو سُنُو۔۔۔ یہ تضاد نہیں۔۔۔ منافات نہیں۔۔۔ بلکہ نور پاک کی عظمت پر دلیل
 روشن ہے۔۔۔ دو ستون یہ نور پاک اصلاً تھا، تو صلیب اطہر میں۔۔۔ لیکن چونکہ
 نور نہ تھا، بلکہ نورِ عظیم تھا، اس لئے درخشندگی و تابندگی کا یہ عالم تھا۔
 اُس کی شعائیں جبین اقدس سے بھی نظر آتی تھیں۔

اور سُنُو سُنُو۔۔۔ اُس مجلس تعظیم میں ایک ازلی بد بخت بھی تھا
 جس کی نگاہوں پر تکبر و رعوت کے دبیز پردے تھے۔۔۔ جس کو فقط بشریت

کافی دی۔۔۔ لباس بشریت میں مستور نور الہی کے نظارہ سے محروم رہا۔۔۔
 نورِ ایزدی سن کر اکر کھ گیا۔۔۔ تعظیم و تکریم کا انکاری ہوا۔۔۔ گردن کبر و نخوت سے
 اٹھائی۔۔۔ رب ذوالجلال نے زندگی بھر کی عبادتوں پر چشمِ زدن میں قلم نسخ پھیر کر کہا
 ملعون! ہمیں تیری عبادتوں سے کوئی سروکار نہیں۔ اگر تو نورِ مصطفوی کا منکر
 ہے۔۔۔ اگر تعظیم محبوب سے انکاری ہے اور اُس جس کا دل تعظیمِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وآلہ وسلم سے خالی ہے، اُسے ہماری بارگاہ میں رہنے کا کوئی حق نہیں جا تو رائے
 بارگاہ ہے۔۔۔ ہماری لعنت کا طوق قیامت تک تیرے گلے کا رہے گا۔
 جی ہاں، وہ فقط نور نہیں۔۔۔ نورِ عظیم ہیں، جس کی حقیقت کا ادراک عقل انسانی
 ممکن ہی نہیں، تبھی تو جب نورِ اقدس حضرت شیدائے السلام کی زوجہ مطہرہ کے
 بطن اقدس میں جلوہ گر ہوا۔۔۔ ہر جہت سے مستور سے لبریز مبارک کی صلیب آئیں
 اے بیضار! تجھے بشارت ہو کہ تجھے نورِ مصطفوی ودیعت کیا گیا ہے۔
 سَمِعْتُ نِدَاءَ الْأَصْوَاتِ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ هَذَا لَكَ يَا بَيْضَاءُ
 ابْشِرِي فَقَدْ اسْتَوْدَعَكَ اللَّهُ تَعَالَى نُورَ مُحَمَّدٍ الْبَشَرِ الْمُصْطَفَى (صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم)
 ہاں ہاں سُنُو سُنُو! نسل در نسل یہ نورِ اقدس پاکیزہ اصلاً ہے پاکیزہ بطون
 میں منتقل ہوتا ہوتا ہاشم کے صلیب اقدس میں ظہور پذیر ہوا۔ اللہ رب العزت نے اسی
 نورِ اقدس کے تصدق سے دنسات الارض سے طہارت کی سند عطا فرمائی۔ آپ کی
 جبین اقدس میں جب یہ نور پاک نورِ افشاں ہوا تو اہل کتاب کے بڑے بڑے علماء
 اپنی بیٹیاں عقدِ زوجیت کے لئے پیش کرتے اور سُنُو سُنُو فقط یہ ہی نہیں بلکہ جس شئی
 کے قریب سے گزر ہوتا، وہ نورِ مصطفوی کی تعظیم میں سجدہ ریز ہو جاتی اور جو شخص اُس
 نورِ الہی کا مشاہدہ کرتا، کشاں کشاں تعظیم کی خاطر آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوتا۔

كَانَ لَا يَمُوتُ إِلَّا سَجَدَ لَهُ أُنَى خَضَعٍ وَلَا يَرَاكَ أَحَدٌ
مِنَ النَّاسِ إِلَّا أَقْبَلَ نَحْوَهُ - (حجۃ اللہ علی العالمین: ۲۱۹)
جی ہاں — میرے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فقط نور نہیں
نور عظیم ہیں، تبھی تو جب عرب لوگ قحط شدید کے دہکتے ہوئے انکاروں پر لڑ
لگتے۔ عبدالمطلب کا دست اقدس تھامتے۔ جبل ثبیر پر جا کر بارگاہ خداوندی میں
دامن مراد واکر دیتے۔ اے رحیم و کریم پروردگار — ہمیں رحمت کی بارش
عطا فرما — بس دعا مانگنے کی دیر ہوتی — نور مصطفوی کی برکت ابرکرم
چھم چھم برسنے لگتا —

فَكَانَ اللَّهُ تَعَالَى يُسْقِيهِمُ الْغَيْثَ بِبُرْكَاتِهِ نُوْرٍ مُحَمَّدٍ (صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى
عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ) (حجۃ اللہ علی العالمین: ۲۱۹)

سبحان اللہ سبحان اللہ! آؤ اس نور کی عظمتوں اور رفعتوں کا عالم
حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دریافت کریں — وہ وقت ولادت جب
خاتون کو اپنے تن من دھن کی بھی ہوش نہیں ہوتی — اپنے گرد و پیش سے بھی
بے نیاز ہوجاتی ہے — آپ فرماتی ہیں کہ وقت ولادت ان نور پاک ظاہر ہوا کہ
ہر سو نور کی راہدہانی ہو گئی اور میں اسی نور اقدس کی روشنی میں بصری — بصری
کے بازار — بازاروں میں چلنے والے کارواں — کاروانوں کے اونٹ
بلکہ اونٹوں کی گردنیں تک دیکھ لیں۔

إِنَّهُ نَزَّاجٌ مِّنِّي نُوْرٌ أَضَاءَ لِي بِهِ قُصُوْدُ بَصْرِي مِّنْ أَرْضِ الشَّامِ
وَفِي رِوَايَةٍ أَضَاءَ لَهُ قُصُوْدُ الشَّامِ وَأَسْوَاقُهَا حَتَّى سَأَلَتْ
أَعْنَاقُ الْأَجْلِ بِبَصْرَى - (الستيرة العلبية: ۹۱/۱)

سنو سنو! جس دن اس نور الہی نے سرزمین مدینہ طیبہ کو اپنے قدم سے روشنی

مایا، اس کی تابناک شعاعوں سے ذرہ ذرہ چمک اٹھا۔

لَمَّا كَانَ يَوْمُ الْمَلَكِي دَخَلَ فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى
عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَضَاءَ مِنْهَا كُلُّ شَيْءٍ - (شمائل الترمذی)

سبحان اللہ سبحان اللہ! حضرت علیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مقدس آثار چمکا
آپ کو اپنے گھر لے گئیں۔ قدم مصطفوی کے تصدق سے علیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
کے گھر باران کرم برسنے لگا۔ تاریکیوں میں ڈوبا ہوا گھر، اجالوں میں بس گیا۔
رات بھر روشنی علیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے روشندانوں سے باہر چھنتی رہتی
ایک دن سہراہ آپ کی ایک اسپہی نے روک کر استفسار کیا: علیمہ رات بھر گھر میں آگ
روشن کئے رہتی ہو۔ آپ نے فرمایا: خدا تعالیٰ کی قسم نہ تو آگ روشن کرتی ہوں اور نہ ہی
پراغ روشن کرتی ہوں۔ وہ روشنی جو رات بھر میرے گھر سے باہر چھین چھین کرتی ہے
وہ چہرہ و الصّحیٰ کی درخشندہ و تابندہ شعائیں ہوتی ہیں۔

وَاللَّهُ لَا أَوْقَدُ نَارًا وَلَا مَصْبَا حًا وَلَكِنَّهُ نُوْرٌ مُحَمَّدٍ (صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ)
یہی وجہ ہے کہ آپ صاحت کرتی ہیں، جب سے نور الہی کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر
ہمارے گھر آیا تھا، ان کے چاند سے چہرے کی وجہ سے ہم چراغ سے بے نیاز ہو گئے تھے
بس کمرے میں آپ تشریف فرما ہوتے، وہ کمرہ تو جگمگ جگمگ کرتا ہی ہوتا لیکن اگر
ہمیں کسی اور کمرے میں روشنی کی حاجت ہوتی، تو سنو! آپ کیا فرماتی ہیں، ہم چراغ روشن
کرتے، بلکہ آپ کو اٹھاتے اور دوسرے کمرے میں لے جاتے، بس اس کمرے میں موجود اظہر
کے پہنچنے کی دیر ہوتی، وہ کمرہ چاند سا روشن ہوجاتا۔

فَإِذَا احْتَجْنَا إِلَى السَّرَاجِ فِي مَكَانٍ جَلْنَا بِهِ فَتَنَوْرَتْ
الْأَمْكَنَةُ بِبُرْكَاتِهِ (صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)

سنو سنو! خوش نصیبوں کے مشاہدات سنو! خوشی و مسرت کے وقت چہرہ اقدس یوں چمک
اٹھتا جیسے چاند کا طہر ہے۔

کل چاند کو تکتے ہوئے میں سوچ رہا تھا، اس چاند کے کچھ تیرا چہرہ تو نہیں
 كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَوَّاهُ
 وَجْهَهُ حَتَّى كَأَنَّهُ قِطْعَةٌ مِنَ الْقَمَرِ - (البخاری)
 ہاں ہاں! چاند تو محض تشبیہ و تمثیل کے لئے ہے، وگرنہ حقیقت تو یہ ہے کہ
 کروڑوں چاند بھی مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رد و بر و ماند ہیں، یہ شاعرانہ فعل نہیں
 یہ خطیبانہ مبالغہ نہیں، حقیقت ہے، بلکہ سنو! اور لوح ذہن پر ترسم کر لو۔! لمحات
 مسرت میں — چہرہ یوں چمکنے لگتا، جس طرح چہرہ دیکھنے والا آئینہ ہوتا ہے۔
 سبحان اللہ سبحان اللہ! جس طرح آئینہ کے سامنے جو بھی چیز آئے،
 اُس کا عکس آئینہ میں نظر آتا ہے، اُسی طرح اگر دیواروں کی طرف رخ نور ہوتا تو سنا
 کی دیواریں چہرہ مصطفویٰ میں نظر آتی ہیں۔

إِنَّهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ كَانَ إِذَا سَوَّاهُ وَجْهَهُ
 الْمِرَاةَ الَّتِي تَوَى فِيهَا صُورُ الْأَشْيَاءِ وَكَانَ يُجَدِّدُ تِلْكَ حَقٌّ وَجْهَهُ
 أَيْ يُزَيِّدُ الْجَدِّ فِي وَجْهِهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (ذرقانی ۸۶/۸۷)
 سبحان اللہ سبحان اللہ! حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں میری آنکھوں
 نے اُس سے بڑھ کر حسن و جمال کا مشاہدہ نہیں کیا۔ ہم چہرہ مصطفویٰ کو تکتے اُس کی
 درخشندگی و تابندگی کا عالم ہوتا۔ لگتا تھا جس طرح سورج آسمان پر نہیں، چہرہ
 واضحی میں چمک رہا ہے۔

مَا رَأَيْتُ شَيْئًا أَحْسَنَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 كَانَ الشَّمْسُ تَجْرِي فِي وَجْهِهِ - (المشکوۃ: ۵۱۸)

محبت کے بھی انداز نہ الے ہوتے ہیں حضرت ابوہریرہؓ، بارگاہ رسالت
 میں حاضر ہوتے ہیں۔ چاند فی رات ہے، مانتاب پوری آب تاب سے دکھ رہا ہے

کبھی چاند کی تابندگی کا مشاہدہ کرتے ہیں اور کبھی ماہ آسمان کو تکتے ہیں اور کبھی ماہ
 کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کو — جلد ہی فیصلہ کن انداز میں فرماتے ہیں
 چہرہ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم چاند سے کہیں زیادہ روشن تھا۔

فَإِذَا هُوَ أَحْسَنُ عِنْدِي مِنَ الْقَمَرِ - (المشکوۃ: ۵۱۸)

سنو سنو! گلستان رسالت کے عنذیب حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ
 فرماتے ہیں، اندھیری راتیں ہوتیں، تاریکیوں کا ہر سورج ہوتا، حضور سیدہ و علم
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ آہ وسلم اپنے دولت کدہ سے باہر تشریف لاتے، ہر سوا اُجالے
 پھیل جاتے، یوں لگتا جیسے تیز روشنی والا چراغ جل اٹھا ہے۔

مَتَى يَبْدُو فِي الْمَلِكِ الْبَهِيمِ جَبِينُهُ
 يَلْجُ مِثْلَ مَصْبَاحِ الدُّجَى الْمَسْوُودِ

سحری کا مشاہدہ وقت ہے، ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
 سوتی سے کچھ سی رہی ہیں، سوتی گم ہو جاتی ہے، اچانک مقصود کائنات صلی اللہ علیہ وسلم
 کمرہ میں جلوہ فگن ہوئے۔ دہلیز پر قدم رکھتے ہی ایک عجیب نظارہ دکھائی دیتا ہے
 ہاں ہاں — سیدہ لکونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ آہ وسلم فقط نور ہی نہیں — نور عظیم

ہیں، نور جلیل ہیں۔ ایسا نور ہیں جس کی نورانیت عقل و خرد کے پیمانوں سے ماورا ہے۔
 اُس کی عظمتوں کے بیان پر عقل و دانش، دریائے حیرت میں ڈوب رہے ہیں۔ ہاں تو جو بھی
 سیدہ البشر صلی اللہ تعالیٰ علیہ آہ وسلم کا چہرہ انور کمرہ کے اندر آتا ہے کمرے کے در و دیوار چمکنے
 لگتے ہیں دکنے لگتے ہیں، اس قدر روشنی ہوتی ہے کہ اس روشنی میں گم شدہ سوتی مل جاتی ہے

فَدَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَيَّنَتْ الْأَبْرُكَةُ بَشَاعَ

نُورِهِ وَجْهِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاخْبَرَتْهُ (الخصائص الكبرى: ۶۲/۱)
 سبحان اللہ سبحان اللہ! سنو اور پھر سوچو کیا اس نور عظیم کی کنہ اور حقیقت تک

عقل کی رسائی ہے — آپ ہی ارشاد فرماتی ہیں کہ میں — ایک بار — نہیں نہیں دوبار — نہیں نہیں — بلکہ اکثر اوقات چہرہ انور کی روشنی میں موعتی میں ہاگہ ڈال لیتی تھی کُنْتُ اُدْخِلُ الْخَيْطُ فِي الْإِبْرَةِ حَالِ الظُّلْمَةِ لِيَأْضُرَّ رَسُولَ اللَّهِ -

(صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) (الخصائص الکبریٰ)
اُس نورِ عظیم کی عظمتوں کا اندازہ تو کرو — دن کے وقت آفتاب پوری آفتاب روشنی بکھیر رہا ہوتا ہے — نبی کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم باہر تشریف لاتے تو سورج کی روشنی پر آپ کا نور غالب آجاتا — اس طرح رات کا وقت ہوتا، چراغ جل رہے ہوتے، آپ باہر تشریف لاتے — چراغ کی روشنی ماند پڑ جاتی اور آپ کا نور پاک غالب آجاتا — یہی وجہ ہے کہ آپ کا سایہ اقدس نہ دن کے اُجالے میں نظر آتا نہ رات کی چاندنی میں — ہاں ہاں — سایہ تو تاریک بدن کا ہوتا ہے —

لَمْ يَكُنْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ آلِهِ وَسَلَّمَ ظِلٌّ وَلَمْ يَقُمْ مَعَ الشَّمْسِ قَطُّ إِلَّا غَلَبَ ضَوْؤُهُ ضَوْءَ الشَّمْسِ وَلَمْ يَقُمْ مَعَ السِّرَاجِ قَطُّ إِلَّا غَلَبَ ضَوْؤُهُ عَلَى ضَوْءِ السِّرَاجِ - (جمع الوسائل : ۱۷۶/۱)

شاہ عبدالرحیم، والد گرامی شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ، جہاں اللہ تعالیٰ خواب میں حضور سید الکونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے شاد کام ہو کر کہتے ہیں : یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو تو اوصافِ انبیاء بدجہتم عطا کئے گئے ہیں پھر کیا وجہ ہے کہ حسن یوسف کے نظارے سے زمانِ مصر نے انگلیاں تراش لیں اور آپ کا رخ انور دیکھ کر ایسا کوئی واقعہ رونما نہیں ہوا؟ ارشاد فرمایا، عبدالرحیم ! اللہ رب العزت نے میرے حسن پر بے شمار حجابات ڈال دیے — اگر میرا حسن کامل نظر آتا، تو دیکھنے والے انگلیاں تو کیا اس لذت میں سر بھی قلم کر دیتے —

فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَالِي مَسْثُورٌ عَنْ عَيْنِ النَّاسِ غَيُورَةٌ مِنَ اللَّهِ تَعَالَى وَلَوْ طَهَّرْتُ لَفَعَلَ النَّاسُ أَكْثَرُ مِمَّا فَعَلُوا حِينَ دَاؤُوا وَلَوْ سَفَّ (الذکر الثمین : ۷۱)

سُنُو سُنُو! امام قرطبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اصح فرماتے ہیں کہ اگر مقصود کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا حسن کامل ظاہر ہو جاتا، تو اُس کی شدت اور تیزی کا عالم ہوتا کہ کسی آنکھ کی بینائی میں اتنی قوت قدرت نہ ہوتی کہ اُس جمالِ حسن آرا کی زیارت کر سکتی — لَمْ يَطْمُرْ كُنَّا تَمَامَ حُسْنِهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ آلِهِ وَسَلَّمَ لِأَنَّهُ كَوَّ ظَهَرَ كُنَّا تَمَامَ حُسْنِهِ كَمَا أَطَاقَتْ أَعْيُنُنَا وَرُؤْيُنُهُ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى

عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ - (الذرقانی علی المواہب : ۷۱)

سُنُو سُنُو! سبحان اللہ سبحان اللہ! عارفِ کامل عبد العزیز دباغ علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ سرورِ دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نور کامل اگر عرش الہی پر رکھ دیا جاتا تو وہ بھی اس کی تاب نہ لاسکتا اور پگھل جاتا — اگر عرش کے ستر حجابات پر ڈال دیا جاتا تو وہ بہت ہو کر رہ جاتے — ہاں ہاں ! اگر ساری مخلوق پر اُس کو اکٹھا کر کے ڈال دیا جاتا تو وہ ختم ہو کر رہ جاتی —

وَأَنَّ مَجْمُوعَ نُورِهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ آلِهِ وَسَلَّمَ لَوْ وَضِعَ عَلَى الْعَرْشِ لَذَابَ وَلَوْ وَضِعَ عَلَى الْعُصْبِ السَّبْعِينَ الَّتِي فَوْقَ الْعَرْشِ لَتَهَافَتَتْ وَلَوْ جُعِلَتْ الْمَخْلُوقَاتُ كُلُّهَا وَوُضِعَ عَلَيْهَا ذَلِكَ النُّورُ الْعَظِيمُ لَتَهَافَتَتْ وَتَسَا قَطَّتْ - (الابیریز : ۷۱)

سبحان اللہ سبحان اللہ! یہ فقط نور نہیں نورِ عظیم ہیں جس کی کُنہ اور حقیقت ہم عقل و دانش کی رسائی کا امکان نہیں ہے — غوثِ زمانہ سیدی عبدالعزیز دباغ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں : ساری کائنات کو — ہاں ہاں ! انبیاء کرام علیہم السلام اور عالمِ قدس کی نورِ مخلوق کو بھی ملا، اسی عظمتوں والے نور کا تصدق ملا — اور اہل کشف اس حقیقت کا مشاہدہ بھی کرتے ہیں : وَيُشَاهِدُونَ الْمَادَّةَ السَّارِيَّةَ مِنْ سَيِّدِ الْوُجُودِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِلَى كُلِّ مَخْلُوقٍ خَيُودٍ مِنْ نُورٍ فَإِنَّهُ مِنْ نُورِهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمِنْهُ إِلَى ذَوَاتِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمَلَائِكَةِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ وَذَوَاتِ غَيْرِهِمْ مِنَ الْمَخْلُوقَاتِ سبحان اللہ سبحان اللہ! اس نور کی عظمتیں حقیقتاً حدِ ادراک سے ماوراء ہیں اس نور پاک کو سب پہلے خلقت سے نواز گیا اور پھر ساری کائنات انبیاء و ملائکہ بھی اپنی استعداد

طاقت کے مطابق سیراب ہوتے۔ اگر یہ نورِ عظیم نہ ہوتا، تو کائنات کا ایک جو بھی نہ ہوتا۔ سنو سنو! اس نورِ پاک کی برکتیں فقط اپنوں میں نہیں ہیں، بلکہ کفار و مشرکین بھی اس کی برکات سے محروم نہیں ہیں۔ سنو سنو! یہ کافر پرچہ تصویر فی البطن، خروج الی الدنيا، اور عند الرضا عتہ، اسی نورِ پاک سے سیراب ہوتا ہو، بصورت دیگر ان احوال میں جہنم کی آگ ان کو نکل جاتی۔ یہی وجہ ہے کہ دوزخ میں پھینکنے سے قبل اس نورِ پاک کو چھین لیا جائے گا، جب تک اس نورِ عظیم کا فیض ان کے اجسام میں موجود رہے گا، جہنم کی آگ ان کو صلا نہ سکے گی۔

وَاللّٰهُ اَدْلٰ مَا خَلَقَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَسَقٰی الْمَخْلُوٰقَاتِ وَالْاَنْبِیَآءَ وَالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ نُّوْرِ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ کُلُّہٗ عَلٰی قَدْرِ طَاقَتِہٖ وَ کَذٰلِکَ اَسٰوُ الْمَخْلُوٰقَاتِ سَقِیْتُ مِنَ النُّوْرِ الْکَرِیْمِ وَلَوْلَا النُّوْرُ الْکَرِیْمُ الَّذِیْ فِیْہَا مَا اَنْتَفَعَ اَحَدٌ مِنْہَا بِشَیْءٍ وَلَوْلَا نُوْرُہٗ صَلٰی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمُ الَّذِیْ فِیْ ذَوَاتِ الْکَافِرِیْنَ فَرَاثَبَا سَقِیْتُ بِہٖ عِنْدَ تَصْوِیْرِہَا فِی الْبَطْنِ وَعِنْدَ الْخُرُوجِ وَعِنْدَ الرِّضَاعَةِ لَخُرِجْتُ اِلَیْہِمۡہِمْ حَیثُمُ وَاَکَلْتَهُمْ اَکْلًا وَلَا تَخْرُجُ اِلَیْہِمۡ فِی الْاُخْرٰۃِ وَتَاکُلُهُمْ حَتّٰی یَنْزِعَ مِنْہُمْ ذٰلِکَ النُّوْرُ الَّذِیْ صَلَحْتُ بِہٖ ذَوَاتُہُمْ۔

سبحان اللہ سبحان اللہ! اس نورِ عظیم کی عظمتوں کا بیان کہاں تک ہو، یہ نورِ عظیم جو دنیا بھر میں روشن و روشن ہے، اسی نورِ عظیم کا تصدق ہے قطبِ زمانہ عبد العزیز داغ علیہ الرحمہ سے کسی نے کہا کہ ہدایت صرف رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ہے یہ نورِ ایمان تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ آپ فرمایا اگر وہ نورِ ایمان جو نورِ مصطفوی سے متصل ہے منقطع ہو جائے تو۔؟ کہنے لگا اس سے کوئی فرق نہ پڑے گا، بس ابھی اس کا یہ کلام ختم نہ ہوا تھا کہ ایمان اس سے سلب ہو گیا، اس کا سرِ صلیب کے لئے سجدہ ریز ہوا اور روح جسم سے پرواز کر گئی۔

فَمَا تَمَّ کَلَامُہٗ حَتّٰی سَجَدَ لِلصَّلِیْبِ وَکَفَّرَ بِاللّٰہِ وَ دَسُوْلَہٗ وَمَاتَ عَلٰی کَفْرٍ (حجۃ اللہ علی العالمین بحوالہ ابنِ عربین) سبحان اللہ سبحان اللہ! یہ نور اس قدر عظیم تھا کہ ان کا ہاتھ جس چہرہ کے ساتھ مس ہوا وہ بھی مانتاب کی طرح روشن ہو گیا۔ حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرہ کو دست رسالت نے چھپوا تھا، اُس کی دہشتہ رنگی کا یہ عالم تھا کہ بیمار ہوتے۔ ابوالعالی الموعی ان کی عیادت کے لئے ان کے گھر تشریف لے گئے، ان کے سامنے بیٹھے مصروف گفتگو تھے کہ ان کے پیچھے سے ایک شخص گزرا، چہرہ اس قدر نورانی تھا کہ اس کا عکس حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرہ میں نظر آ گیا۔

عُدْتُ قَتَادَةَ بِنَ مَلْعَانَ فِی مَرْضَیْہِ فَمَرَّ رَجُلٌ فِی مَوْجِہِ الدَّارِ فَرَأٰیہُ فِی وَجْہِہٖ قَتَادَةُ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلٰی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمُ مَسَّحَ وَجْہَہٗ۔ (حجۃ اللہ علی العالمین : ۴۳۷)

سنو سنو! مدائنی اپنے رجال سے روایت کی ہے کہ دست رسالت نے انسید بن ابی ایاس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرہ کو چھپوا تھا اور ان کے سینے پر دست اقدس رکھا تھا۔ اس نور والے ہاتھ کی برکت سے چہرہ اس قدر چمک گیا تھا کہ جس تاریک گھر میں داخل ہوتے، وہ روشن و منور ہو جاتا۔

فَكَانَ اَسِیْدُ یَدْخُلُ الْبَیْتَ الْمُظْلَمَ فِیضِیْہُ۔ (حجۃ اللہ علی العالمین : ۴۳۸)

حُسنِ کائنات صَلٰی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

ساتواں اور آٹھواں کلمہ کتابِ مبین — آؤ سنو سنو! سید محمد الاکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اس آیت کریمہ میں نور سے مراد بھی ذاتِ مصطفوی ہے اور کتابِ مبین سے مراد بھی ذاتِ مصطفوی ہے۔ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)

وَلَا يَبْعُدُ عِنْدِي أَنْ يُرَادَ بِالْتَّوَرِ وَالْكِتَابِ الْمُبِينِ صَلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 (روح المعانی: ۹۸/۴)
 اس معنی و مراد کے اعتبار سے یہ آیہ کریمہ انگشت اعتراض بلند کرنے والوں کو دعوت
 نظارہ دے رہی ہے کہ مقصود کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیاتِ طیبہ ایک کھلی اور روشن
 کتاب کی طرح ہے۔ آؤ ایک ایک صفحہ کا مطالعہ کرو۔ ایک ایک سطر پڑھو ایک ایک لفظ
 ملاحظہ کرو کیا کہیں پروردگار عالم کی اس خلقِ کامل میں کوئی نقص، کوئی عیب، کوئی کمزوری
 دکھائی دیتی ہے۔ ارے دیکھو بار بار دیکھو تمہاری نگاہیں ناکام و نامراد لوٹیں گی۔
 سنو سنو! صحیفہ ہدایت کتنا و اشکاف اعلان کر رہا ہے کہ اس کتابِ مقدس میں
 کوئی عیب و نقص نہیں ہے۔ اَللّٰهُ ذَا الْکَلَمِ الْکَرِیْمِ لَا دَرِیْبَ فِیْہِ ط
 اور آؤ! اب قرآن حکیم کی بارگاہ میں عرض کریں اے قرآن! تو کیا ہے؟ تو قرآنِ عظیم
 جواب دیتا ہے کہ قرآن تو رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مسیحتی باتوں کا نام ہے۔
 اَقْلَہُ کَقَوْلِ سَئُوْلٍ کَرِیْمٍ ط

معلوم ہوا کہ آپ کی گفتار بہر عیب و نقص سے پاک ہے اور گفتگو اعمال کا عکس ہوتی
 ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے ان کی گفتار کو بہر عیب سے منزہ فرمایا، تو کردار منزہ عن العیوب
 و النقائص کیوں نہ ہوگا؟ سبحان اللہ سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوبِ کریم
 صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ہر نقص و عیب سے مبرا پیدا فرمایا۔
 اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ایک صحابی نے عرض کی:-
 حضور سید المرسلین صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا خلق کیا تھا؟ ارشاد فرمایا: پوچھتے کیا ہو؟
 قرآن نہیں پڑھا؟ عرض کی: پڑھا ہے۔ فرمایا: قرآن کریم ہی آپ کا خلق ہے۔

كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنُ ط

اے اہل نظر! اے اہل فکر! اُمّ المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے فرمان
 کی کبرائی میں اتکر دیکھو۔ یہ نہیں فرمایا کہ قرآن آپ کا خلق ہے، بلکہ اس کے برعکس معنی ایسے کہ

آپ کی خلوتوں کا نام قرآن ہے اور آپ کی جلوتوں کا نام قرآن ہے، آپ کے جنگ کھنے
 کا نام قرآن ہے، آپ کی صلح کرنے کا نام قرآن ہے، آپ کے بیدار رہنے کا نام قرآن ہے
 آپ کی نیند فرمانے کا نام قرآن ہے۔ جن کی زندگی کے اطوار کا نام قرآن ہے۔ یوں کہیں
 جن کی حیاتِ طیبہ کے اطوار کی تعمیر کا نام قرآن ہو، کیا وہاں نقص و عیب کی کوئی گنجائش ہے؟
 عمر ایک ایسا لفظ ہے جو ولادت سے وفات تک زندگی کے لمحہ لمحہ پر محیط اور
 غالب ہے۔ عمر کی قسم زندگی کے ایک ایک لمحہ کی قسم ہوگی۔ اَبَسُنُوْا حَیْفَہُ رُشْدُوْ
 ہدایت کا فرمان سنو۔ لَعَمْرُکَ اِنَّھُمْ لَفِیْ سُکْرٍ مِّمَّ یَعْمَلُوْنَ ط
 اے محبوبِ کریم! صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، تیری حیاتِ طیبہ کی قسم! تیری
 زندگی کی قسم! کیونکہ وہ کائنات کی سب سے بڑی عظمت ہے سنو سنو! گویا پایہ عرش
 الہی سے مسلسل یہ صدا تے دل نوا آ رہی ہے:

اے محبوب من! تیری ولادت کی قسم! کیونکہ تو بہر عیب سے پاک ہے بلکہ عجائبات سے عبارت ہے۔
 اے محبوب من! تیری رضاقت کی قسم، اے محبوب من! تیرے بچپن کی قسم
 اے محبوب من! تیرے لڑکپن کی قسم، اے محبوب من! تیری جوانی کی قسم
 اے محبوب من! تیری خلوتوں کی قسم، اے محبوب من! تیری جلوتوں کی قسم
 اے محبوب من! تیری مسیحتی گفتار کی قسم، اے محبوب من! تیری دلنشین فقاہت کی قسم
 اے محبوب من! تیرے مقدس کردار کی قسم، اے محبوب من! تیرے عارفانہ گذار کی قسم
 المختصر اے محبوب من! تیری زندگی کی قسم، تیری عمر پاک کی قسم!

سبحان اللہ سبحان اللہ! آپ کی حیاتِ مبارکہ فضائل اور فقط فضائل ہی عبارت ہے
 تبھی تو جب آپ نے دعوتِ اسلام دی اور اپنی رسالت کا اعلان فرمایا تو بنی النبی نے
 اس پر دلیل و معجزہ طلب کیا تو معلوم ہے آپ نے کیا کیا؟ اپنی عظیم و بے عیب گزشتہ
 حیاتِ طیبہ پیش کی۔ فرمایا: وَلَقَدْ کُتِبَتْ فِیْکُمْ عَمْرَآتٌ مِّنْ قَبْلَہُ۔

جو بھی ارادہ فرماتے، معجزہ دکھاتے، لیکن اپنی گزشتہ زندگی کی کتاب کھول کر دعوتِ نظارہ دی۔ تاریخ گواہ ہے کہ اس مقدس زندگی میں کوئی نقص پیش نہیں کر سکا۔ سبحان اللہ سبحان اللہ! سیدِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اسمائے گرامی آپ کی صفات پر بھی دال ہیں۔ اسمائے گرامی سے مقصود مطلوب فقط امتیاز عن الغیر نہیں جو علمیت سے مطلوب ہوتا ہے، بلکہ آپ کی صفاتِ عظیمہ کا اظہار بھی ہے، تو آپ کا اسم گرامی اسم ذاتی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ جس کا معنی ہے بار بار تعریف کیا گیا، جس کی تعریف کی کوئی حد و انتہا نہ ہو۔ تعریف و ثناء غیر متناہی اور لامحدود ہو گی۔ جب صفات کاملہ بے حدود بے انتہا ہوں گی اور صفات کاملہ بے حدود بے انتہا ہی ہو سکتی ہیں، جب کہ ذات نقص و عیب سے منزہ ہو۔

سبحان اللہ سبحان اللہ! حضور سید الکونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پاک ہر عیب نقص سے پاک ہے۔ سنو! اور لوحِ قلب پر نقش کر لو۔ زندگی و چیزوں سے مرکب ہے، گفتار اور کردار۔ گفتار کے تقدس پر ربِّ کائنات نے مہرِ تصدیق ثبت کر دی:

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ط

اور کردار پر بھی :- وَمَا رَمَيْتْ إِذْ رَمَيْتْ وَلَكِنَّ اللَّهَ ذَمُّهُ ط

اور ————— إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ ط

يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ ط

جب بات اُن کی اپنی نہیں، وحی ہے۔ جب فعل اُن کا اپنا نہیں، فعلِ خدا ہے تو پھر عیب نقص کہاں سے آئے گا؟

اور سنو — شاعر دربارِ رسالت حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

وَإِحْسَنُ مِنْكَ لَمْ تَرْقُطْ عَيْنِي وَأَجْمَلُ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النَّسَاءَ
خُلِقْتَ مُبَرَّءً مِنْ كُلِّ عَيْبٍ كَأَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

مُصَنَّف کی دیگر تالیفات

۱	صداقت سیرت کا کنکار	۲۰	راحتِ جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
۲	اشعۃ البدر فی لیلۃ القدر	۲۱	حقیقتِ بدعت
۳	کڑوں تھے نام پہ جہاں خدا (ترجمہ)	۲۲	سُورۃ المزمل
۴	جگمگ جاگمگ نام محمد ﷺ	۲۳	سُورۃ الزلزال
۵	الاربعین لا صلاح لمسلمین	۲۴	سُورۃ العادیات
۶	نکھت و نور	۲۵	سُورۃ القارعہ
۷	نورِ بحرِ راتیں	۲۶	سُورۃ التکاثر
۸	عفت اند ضروریہ	۲۷	سُورۃ العصر
۹	رحمتِ حق بہانہ می جوید	۲۸	سُورۃ الہمزہ
۱۰	لفظ ولی اور ولایت	۲۹	شانِ صدیق اکبر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)
۱۱	جنت و جہنم (ترجمہ)	۳۰	ایصالِ ثواب
۱۲	جیو مرشد کامل بابو رحمۃ اللہ تعالیٰ	۳۱	معراج النبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)
۱۳	افکارِ ہاشمی	۳۲	قرآن و صاحبِ قرآن
۱۴	اسمِ جلالت	۳۳	تواترین کی محافلِ میلاد
۱۵	الم نشرح لک صد رک	۳۴	Namaz word by word translation
۱۶	توتہب داری	۳۵	Naseem - e - Rahmat translation
۱۷	خطباتِ ہاشمی	۳۶	Miracles of the Holy Prophet
۱۸	قلبِ قرآن	۳۷	The Beauty of the Universe
۱۹	تحقیق حدیث الورد	۳۸	True stories of the Holy Quran

ناشر: مکتبہ سعیدہ جامعہ قادریہ رضویہ محلہ مصطفیٰ آباد سرگودھا و فیصل آباد